Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ

عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودًا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز اردو رسالہ

ایڈیٹر - قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۸ ۔ اگست ۱۹۲۹ء مطابق صفر سنہ ۱۳۴۸ ھ ۔ جلد ۲۸

چندہ سالانہ ہندوستان سے تین روپے ممالک غیر سے ... روپے

مستحق طلباء اور غریبوں سے عام اصول اعانت ...

فہرست مضامین

الہام اور ماڈرن سائیکالوجی (مسئلہ الہام و کشف علم النفس کی روشنی میں)	۲۸۱ - ۲۸۵	ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خاں صاحب ایم بی بی ایس
عصمت انبیاء (نمبر ۳)	۲۸۶ - ۲۹۴	مولانا محمد صادق صاحب مولوی فاضل (کنجاہ)
انجیلی تعلیمات عیسائیت کی تعلیمات پر نظر (نمبر ۲)	۲۹۵ - ۲۹۹	مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل
ایک شبہ اور اس کا حل (اخراج انبیاء)	۳۰۰ - ۳۰۲	مولانا عبد اللہ صاحب بگولی مولوی فاضل
باب کا جانشین (اہل بہا کے متعلق)	۳۰۳ - ۳۱۲	ڈاکٹر محمد صدیق صاحب سنوری (برہما)
ابطال الباطل (شیعہ اصول مذہب پر نظر)	۳۱۳	مرزا احسام الدین صاحب لکھنؤ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپا کر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے لئے شائع کیا

یہ رسالہ تین سو ۳۰۰ احباب کے نام وی پی ہوا

وی پی آتے ہیں

رسالہ ریویو آف ریلیجنز اردو ٹھوس علمی مضامین سے مزین کرکے ہر مہینے بہتر لکھائی چھپائی اور کاغذ کے ساتھ تاریخ مقررہ پر احباب کرام کو پہنچایا جاتا ہے۔ اور گذشتہ سات سال میں اسکا ایک نمبر بھی ناغہ یا تاریخ سے پیچھے نہیں ہوا۔ کم ازکم اسکی اتنی قدردانی تو ہونی چاہیئے۔ کہ خریداران ریویو قیمت جو تین روپے سالانہ نہایت قلیل ہے وقت پر ادا فرما دیا کریں۔ ہم بجائے جنوری کے فروری میں وی پی کرتے ہیں لیکن پھر بھی کئی دوست ہیں جو وی پی انکاری کر دیتے ہیں۔ ہمارا تین آنے نقصان کرکے بھی منشاء عالی سے اطلاع نہیں دیتے اسلئے رسالہ جاری رہتا ہے۔ اب جن دوستوں نے فروری میں وی پی واپس کر دیئے تھے یا انکی طرف سے ۱۹۲۹ء کا چندہ تا حال وصول نہیں ہوا۔ ان کے نام یہ رسالہ وی پی کیا جاتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ اسے وصول فرما کر عنداللہ ماجور و عندی مشکور ہونگے ۔

احباب کرام کی خدمت میں کئی مرتبہ عرض کیا جا چکا ہے کہ رسالہ کی خریداری اتنی کم ہے جو معمولی اخراجات طبع کیلئے بھی کافی نہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ریویو کے لئے کم ازکم دس ہزار خریدار ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنا رسالہ تشحیذ الاذہان بھی اسی لئے زمانہ خلافت خود میں بند کرا دیا کہ تمام تر توجہ ریویو اردو کی طرف دی جا سکے۔ باوجود اسکے اکثر پڑھے لکھے احمدی ایسے ہیں جو اپنے نام ریویو جاری نہیں کراتے۔ اور چار آنے ماہوار دینا بھی انکو دو بھر معلوم ہوتا ہے۔ آجکل رسالوں کا سٹائل بالکل بدل گیا ہے اور انکے ٹائیٹل پیج آرٹ پیپر کے ہوتے ہیں مگر ہم فنڈ کی کمی کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتے۔ ورنہ ایک معمولی بات ہے۔ تفریحی اور لائٹ لٹریچر کی ہر وقت ضرورت نہیں ہوتی یہ جو بعض حدیث العہد نوجوانوں کی طرف سے عذر کیا جاتا ہے کہ کچھ مزا نہیں آتا۔ قابل اعتنا نہیں۔ انسان کو کچھ اپنے علمی معلومات میں بھی اضافہ کرنا چاہیئے۔ ہر وقت تفریح کے لئے ہی رسالے یا اخبار نہیں دیکھے جاتے۔ ہماری ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں اور ایسی اعلیٰ کہ انکے لئے شائستہ اور علمی مذاق کی ضرورت ہے۔ میں خدا کے فضل سے ایسے تفریحی مضامین شائع کر سکتا ہوں۔ مگر یہ احمدیت کیلئے مفید نہیں۔ احمدیت اور اسلام کیلئے ایسے ہی مضامین مفید ہیں جو چھاپے جاتے ہیں۔ ہاں سلسلہ کے اہل علم و فضل احباب کا فرض ہے کہ وہ اس جہاد میں شریک ہوں اور بہتر سے بہتر علمی مضامین شائع کرنے میں ہمارے معاون ہوں ۔

ٹیچنگ آف اسلام کی خدا ابہت بہت اجر دے ہمارے مکرم معظم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کو۔ اسلام و احمدیت کے متعلق انگریزی لٹریچر شائع کرنے میں انکی خدمات قابل رشک طور پر پیش پیش اور روز افزوں ہیں مع مصنفہ کئی مفید علمی کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ اور لطف یہ کہ ایسی کم قیمت پر فروخت کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ ٹیچنگ آف اسلام (اسلامی اصول کی فلاسفی) کو آپنے حال ہی میں ہی شائع کیا ہے نہایت خوبصورت موزون تقطیع پر عمدہ ٹائپ میں اچھے کاغذ پر قیمت برائے نام ہے آپنے مجھے اطلاع دی ہے جو اصحاب اس کتاب کو اپنے انگریزی دان احباب میں تقسیم کرنے کیلئے منگوائیں انہیں ایک روپیہ میں پانچ پانچ جلدیں بھجوا دینگے۔ محصولڈاک علاوہ۔ پتہ:- سکرٹری ترقی اسلام (سیٹھ عبداللہ الہ دین بلڈنگس سکندرآباد دکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الہام اور ماڈرن سائیکالوجی

مسئلہ الہام اور کشوف علم النفس کی روشنی میں

(ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خاں۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ یوگنڈا۔ مشرقی افریقہ)

الہام اور کشوف کے وجود۔ اور انکی کیفیات کے متعلق لوگوں میں مختلف خیالات پائے جاتے ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے قائل نہیں اسلیئے وہ الہام کے وجود کے بھی منکر ہیں۔ اور وہ مدعی الہام کو غلطی خوردہ یا مجنوں خیال کرتے ہیں۔ اس گروہ میں دہریہ لوگ شامل ہیں۔ ایک دوسرا گروہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود کا تو قائل ہے۔ مگر وہ لفظی الہام کا قائل نہیں۔ ان کے نزدیک دل کے خیال کا نام الہام ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتب کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ یہ برگزیدہ ہستیاں نہایت ذکی اور فہیم ہوتی ہیں (جنکو انگریزی میں جینیس GENIUS کہتے ہیں) اور وہ اپنی عقلی برتری۔ فہم و ذکا اور قابلیت کے زور سے بعض صداقتیں نام نہاد الہامی کتب میں لکھدیتے ہیں جن کی نظیر معمولی عقل کے انسان نہیں لاسکتے۔ اس گروہ میں برہمو سماج والے شامل ہیں ٭

الہام کشوف اور رؤیا کی ماہیت۔ کیفیات۔ اور انکے نزول کی تفصیلات - - - - - - اور اثرات پر بحث مجرد عقل کے ذریعے ناممکن ہے۔ کیونکہ جو چیز طبعی سے بالا اور الگ ہو اس کی کیفیت طبعی قانون سے معلوم نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ عقل سے الہام کی کیفیت اور اس کا وجود معلوم کرنے والوں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ پس حق تو یہ ہے کہ الہام کی حقیقی ماہیت الہام کی روشنی میں ہی معلوم کی جاسکتی ہے۔ اور اسکو وہی پورے طور پر بیان کرسکتا ہے جو خود صاحب الہام اور صاحب تجربہ ہو

اس مضمون میں اسلام کی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ تشریحات کی روشنی میں یہ عاجز سلسلۂ الہام اور کشوف کے متعلق اپنی سمجھ اور فہم کے مطابق کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ نیز جدید علم النفس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ماڈرن سائیکالوجی) کی رُو سے چند ایک اعتراضات جو انکے متعلق کیئے جاتے ہیں۔ ان کا بھی ازالہ کرنیکی کوشش کی جائیگی۔ واللہ الموفق ؛

الہام کا عقلی ثبوت

ہر چیز کا جوڑا ہے } اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (ذاریات ۳) کہ ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ پس دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان۔ حیوان چرند۔ پرند سب میں نر و مادہ کا امتیاز ہوتا ہے۔ چنانچہ پودوں میں نر اور مادہ الگ الگ پھول لگتے ہیں۔ کھجور کے متعلق تو عرب کے لوگوں کو مدت سے معلوم تھا کہ نر اور مادہ کھجور کو پھل لگنے کے لئے آپس میں ملانا ضروری ہے۔ مگر اب علم النباتات کی تحقیقاتوں نے اس امر کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ ہر پودہ نر اور مادہ ہوتا ہے جمادات میں بھی نر و مادہ کا وجود حال ہی میں ثابت کیا گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر کسی کیمیکل سالٹ (نمک۔ قلمی شورہ۔ نیلا تھوتھا) کو پانی میں حل کر کے رکھدیا جائے تو اس میں اسی نمک کی قلمیں (کرسٹل) جو نکلتے ہیں وہ دو مختلف شکلوں اور حجم کے ہوتے ہیں۔ یعنی کچھ ان میں سے نر اور کچھ مادہ ہوتے ہیں۔ مادہ کے ذرہ میں قوت مؤثرہ اور دوسرے میں قوت متاثرہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے دونو ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ پس یہ بھی نر و مادہ کی ہی ایک ابتدائی صورت ہے۔ کثیف مادہ کے علاوہ لطیف طاقتوں میں بھی نر و مادہ کا وجود پایا جاتا ہے۔ مثلاً بجلی بھی پازیٹو اور نیگیٹو ہوتی ہے ؛

ان معروف جوڑوں کے علاوہ بعض عجیب جوڑے بھی ہیں۔ مثلاً آنکھ جوڑا روشنی ہے۔ کان کا جوڑا ہوا۔ اور عقل کا جوڑا الہام ہے ؛

جوڑے کی ضرورت } ہر مخلوق چیز اپنی نشو و نما کی تکمیل اور اپنی طاقتوں کے اظہار کے لئے جوڑے کی محتاج ہے۔ پس جوڑے کی ضرورت ایک نقص ہے جو تمام مخلوقات کی احتیاج کو ظاہر کرتی ہے۔ احتیاج اور نقص سے خالی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ پس اسکو جوڑے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ احتیاج سے بالا اور قائم بالذات ہے۔ طبعی کی تحقیقاتوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر چیز کا جوڑا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عقل کا بھی جوڑا ہونا چاہیئے۔ پھر تمام مخلوق اشیاء جوڑے کے بغیر ناقص ہیں اور اپنی صفات اور طاقتوں کا اظہار نہیں کر سکتیں۔ پس معلوم ہوا کہ عقل بھی جوڑے کے بغیر ناقص ہے اور اپنی خوبیوں۔ صفات اور طاقتوں کا اظہار نہیں کر سکتی۔ مجرد عقل ہر گز انسان کی راہنمائی کے لیئے کافی نہیں۔ ع "عقل اندھی ہے اگر نیّر الہام نہ ہو" عقل ناقص ہے جب تک اسکو الہام کی مدد سے غلطی سے پاک نہ کیا جائے۔ عقل اندھی ہے اگر اسکو الہام کی روشنی سے منور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ کیا جائے۔ پس عقل ہماری رہنمائی۔ طاقتوں کے اظہار اور اُنکی تکمیل کے لئے ہردم الہام کی محتاج ہے ✦

عقل کے غلط فیصلوں سے ضمیر کو دھوکہ ضمیر یا فطرت ہر ایک کی نیک ہوتی ہے۔ مگر ضمیر تو صرف انسان کو یہ بتاتی ہے کہ نیک کام کر اور بدی سے بچ۔ اصل سوال یہ ہے کہ فطرت کو یہ کون بتائے کہ فلاں کام نیک اور فلاں بد ہے۔ پس اس بات کا فیصلہ عقل کرتی ہے۔ عقل انسان کے اندر سے نہیں نکلتی۔ بلکہ ان علوم مشاہدات اور تجارب سے پیدا ہوتی ہے جو انسان بچپن سے حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ پس عقل کے فیصلوں کی بنیاد ان علوم پر ہوگی جو انسان حواسِ ظاہری کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ اب یہ تو ظاہر ہے کہ اگر مثلاً ورثہ کے اثرات۔ غلط تعلیم۔ ناقص تربیت۔ خراب صحبت۔ آب و ہوا۔ غذا۔ تمدّن اور عادات کے مختلف اثرات کی وجہ سے خارجی اثرات کے قبول کرنے میں انسان غلطی کر بیٹھے تو لازماً وہ نیکی اور بدی کی تعریف میں بھی غلطی کریگا۔ جس سے اسکی ضمیر کو بھی دھوکہ لگ جائیگا۔ اور چونکہ وہ نیک کاموں کو بد خیال کریگی اسلئے ان پر اسے ملامت کریگی۔ اور بُرے کاموں کو نیک سمجھیگی اسلئے ان پر تعریف کریگی۔ پس معلوم ہُوا کہ صرف نیک فطرت یا ضمیر انسان کو نیک و بد نہیں بتا سکتی۔ اور وہ اس فیصلہ کے لئے عقل کی محتاج ہے۔ عقل بھی چونکہ خارجی اثرات کے قبول کرنے میں غلطی کر سکتی ہے اسلئے مجرّد عقل انسان کی رہنمائی کے لئے کافی نہیں۔ پس اسکو غلطی سے بچنے کے لئے جوڑے اور معاون کی ضرورت ہے ✦

عقل کے معاون سوائے ان امور کے جو قیاس یا روزمرّہ کے مشاہدات سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً سورج چاند کا طلوع اور غروب۔ دن رات وغیرہ۔ باقی تمام امور میں مجرّد عقل ہمیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ ماضی یا گذشتہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے عقل کو تاریخ کی ضرورت ہے۔ مثلاً کوئی شخص سکندر اعظم کے زمانہ کے واقعات معلوم کرنا چاہے۔ تو وہ مجرّد عقل سے نہیں کر سکتا۔ اسی طرح حال یا موجودہ کا علم بھی مجرّدِ عقل سے ناممکن ہے اور اس کے لئے عقل کو حواس سبعہ کی ضرورت ہے۔ مثلاً ایک کتاب میز پر پڑی ہو۔ تو اس کا وجود۔ حجم۔ وزن۔ جسامت رنگ۔ وغیرہ معلوم کرنے کے لئے عقل کو حواس سبعہ کی ضرورت پڑیگی۔ اسی طرح مستقبل یعنی آئندہ کے متعلق بھی مجرّد عقل کچھ نہیں بتا سکتی پس آئندہ یا غیب کے لئے عقل کو الہام کی ضرورت ہے ✦

جب عقل انسانی مشہود اور محسوس اشیاء کے لئے تاریخ اور حواس سبعہ کی محتاج ہے تو وہ آئندہ یا غیب کے متعلق جو وراء المحسوسات ہے کب ہماری رہنمائی کر سکتی ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ مجرّد عقل ہماری ہدایت کے لئے ناکافی ہے ✦

الہام دل کا خیال نہیں ہوتا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ الہام الفاظ میں نازل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ملہم کے قلبی خیالات کا ہی دوسرا نام الہام رکھدیا جاتا ہے۔ تاکہ اس طرح خدا کی طرف منسوب کرنے سے لوگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلدی مان لیں۔ مگر یہ خیال سراسر باطل ہے۔ اور اس کو چہ سے محض ناآشنا ہونے کی وجہ سے پیدا ہُوا ہے۔ کیونکہ صاحب تجربہ ہزارہا بزرگوں کی شہادت موجود ہے کہ الہام الفاظ میں نازل ہوتا ہے۔ پھر یہ خیال بھی کہ چونکہ طبعی قانون سے لفظی الہام کی تائید نہیں ہوتی۔ اسلئے الہام قلبی خیالات کا ہی نام ہے۔ سراسر ناقص ہے۔ الہام کو تو اسی لئے الہام کہا جاتا ہے کہ وہ طبعی سے بالا اور القا ہوتا ہے۔ ورنہ اگر الہام بھی طبعی اسباب کا نتیجہ یا دماغ کی ایک صفت ہو تو وہ تو سائنس ہُوا نہ کہ الہام۔ پس لفظی الہام کو محض اسلئے باطل قرار نہیں دیا جا سکتا کہ طبعی قانون اُسکی تصدیق نہیں کرتا۔

لفظی الہام کا ثبوت اصل سوال یہ ہے کہ لفظی الہام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ طبعی قانون سے اسکا منوانا چونکہ بے سُود تھا۔ اسلئے قرآن کریم نے اس کے ثبوت میں خواب اور رؤیا کو پیش کیا ہے۔ ہر ایک نے خواب میں کوئی نہ کوئی نظارہ ضرور دیکھا ہوگا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ نظارہ دل کا خیال ہوتا ہے۔ یا واقعہ میں نظارہ ہوتا ہے۔ یہ الگ بات ہے خواہ وہ نظارہ جھوٹا ہو یا سچا۔ تخیّل ہو یا بیماری کا نتیجہ۔ اتنا تو بہرحال واضح ہے کہ وہ دل کا خیال نہیں ہوتا۔ پس شواہد سے (نہ طبعی قانون سے) معلوم ہوتا ہے کہ دماغ کے اندر ایسی خصوصیت ہے جس سے انسان بعض دفعہ نظارہ دیکھ سکتا ہے۔ پس جب آنکھ اس قسم کے نظارے دیکھ سکتی ہے جو دل کا خیال نہ ہوں۔ بلکہ دماغ کے اندر سے پیدا ہوں تو کیا کان اسی طرح آواز نہیں سُن سکتے۔ آگے یہ الگ بحث ہے کہ وہ آواز جھوٹی ہے یا سچی۔ تخیّل ہے یا دماغی نقص (Hallucination) کا نتیجہ۔ کئی دفعہ الگ کمرے میں بیٹھے ہوئے یا سنسان جنگل میں انسان کے کان میں اپنا نام آجاتا ہے۔ گو آپ اسکو وہم کا نتیجہ قرار دیں مگر یہ ناممکن نہیں ہے۔ پس ثبوت یہ مانگنا ہوگا کہ ایسی آواز وہم ہوتا ہے یا خدائی الہام۔ اس کا سبب خواہ کچھ ہی ہو۔ بہرحال ایسی آواز قلبی خیال نہیں ہوتا۔

برہمو سماج والوں کا عقیدہ ہے کہ الہام قلبی خیال ہوتا ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ اوّل تو دل کا کام سوچنا اور خیال کرنا نہیں۔ یہ سب صفات دماغ کی ہیں۔ پس ماننا پڑیگا کہ ان کے عقیدہ کی رُو سے الہام دماغ ہی کی ایک صفت کا نام ہے۔ مگر اس طرح تو انسان کے خیال اور خدا کے کلام میں کوئی مابہ الامتیاز نہ رہیگا۔ ہر شخص اپنے اپنے خیال کو خدائی الہام سمجھ کر نیا مذہب قائم کرائیگا جس سے دنیا میں اندھیر پڑ جائے۔ پھر اس طرح تو یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ خدا چوری ڈاکہ اور زنا وغیرہ بدکاریوں کا بھی الہام کرتا ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس دماغ سے نیک لوگ نیکی کی تجاویز نکالتے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ اسی دماغ سے ایک بدمعاش بدکاری کی تجاویز نکالتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے الہام کی کیفیت کو نہیں سمجھا۔ سوچ بچار وغیرہ یہ سب دماغ کے کام ہیں۔ اور قانون طبعی کے مطابق یہ سب نیک و بد خیالات "خلق اللہ" ہیں۔ الہام کا تعلق قلب سے ہے اور یہ سوچ بچار کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا ہوتا ہے۔ اور طبعی سے بالا ہوتا ہے۔ اسلئے اسکا نام "امر اللہ" ہے۔ الہام الفاظ میں نازل ہوتا ہے۔ اور اسکو ملہم اسی طرح سنتا اور سمجھتا ہے جس طرح دو انسان آپس میں کلام کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ الہامی آواز شاندار ہوتی ہے اسکے اندر رعب اور شوکت ہوتی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس میں ایسی لذت اور راحت ہوتی ہے کہ انسان پر ربودگی کی حالت طاری ہو جاتی ہے ÷

کیا خدا کی بھی زبان ہے لفظی الہام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ کیا خدا کی بھی زبان ہے۔ اور وہ بھی ہماری طرح حلق۔ ہونٹ اور دانت وغیرہ کے ذریعے الفاظ بناتا ہے۔ مگر ہم یہ نہیں کہتے کہ الفاظ خدا کی زبان سے نکلتے ہیں۔ بلکہ ملہم کے کان میں آواز پیدا کی جاتی ہے۔ جو فکر کا نتیجہ نہیں ہوتی نہ ہی قلبی خیالات ہوتے ہیں، خدا تعالیٰ ایک آسمانی نور ملہم کے قلب پر نازل کرتا ہے جو دماغ میں پہنچکر قوت سامعہ کے مرکز کو حرکت دیتا ہے۔ اور اس سے کان میں آواز آتی ہے ÷

الہام کی اقسام لفظی الہام کا اثر تین اعضاء پر ہوتا ہے۔ یا تو لطیف کلام ملہم کے کانوں پر ڈالا جاتا ہے۔ جسے وہ سنتا ہے۔ یا اسکی زبان پر نازل ہوتا ہے جسے وہ پڑھتا ہے۔ یا لکھا ہوا اسکے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جسے وہ تیار کر لیتا ہے۔ اسکے علاوہ الہام تصویری زبان میں بھی ہوتا ہے۔ اور وہ دو طرح۔ ایک کامل نیند کی حالت میں جسے خواب یا رؤیا کہتے ہیں۔ دوسرے بیداری کی حالت میں عموماً دن کے وقت جسے کشف کہتے ہیں ÷

مکرمی چوہدری ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ علمی مضامین نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھتے ہیں۔ ناظرین کرام کو چاہیئے۔ کہ ان مضامین کو نہایت توجہ سے پڑھکر اپنے علم میں اضافہ کریں۔ اور دیکھیں کہ آجکل کے علوم اور آجکل کے انکشافات کیونکر علوم القرآن کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے پہلے میری یہ کوشش رہی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا مضمون ایک ہی رسالہ میں آجائے لیکن بعض دوستوں نے شکایت کی ہے کہ ایک ہی لمبا مضمون ملال خاطر کا موجب ہوتا ہے اسلئے اس دفعہ بطور تجربہ اس مضمون کے تین چار حصے کر دیئے ہیں چنانچہ حصہ اول شائع کیا جاتا ہے ڈاکٹر صاحب علی العموم اپنے مضامین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حضرت خلیفہ ثانی کی تحریروں اور تقریروں سے استفادہ کرتے ہیں اور یہ بہت قابل تعریف بات ہے ÷ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عصمت انبیاءؑ

قسط ۳ آخری

سلام علیٰ خیر الانام وسید ❊ حبیب اِلٰہ العٰلمین محمدِ
بشیر نذیر ہاشمیّ مکرم ❊ عطوفِ رؤوف من یسمی باحمدِ

تیسری آیت جو عصمت امام المعصومین پر بطور اعتراض کے پیش کیجاتی ہے یہ ہے:۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبیّ الا اذا تمنّٰی القی الشیطان فی امنیّتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ ایاتہ واللہ علیم حکیم لیجعل ما یلقی الشیطان فتنۃً للذین فی قلوبھم مرض والقاسیۃ قلوبھم وان الظالمین لفی شقاق بعید (پ۱۷ سورہ حج) احادیث کی رُو سے اس آیت شریفہ کا ترجمہ یہ ہے کہ نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے قبل کوئی رسول اور نبی مگر جب وہ پڑھتا تھا۔ تو شیطان (کچھ) ڈال دیتا تھا اسکی قرأت میں۔ پس اللہ تعالیٰ القائے شیطانی کو منسوخ کر دیتا اور اپنی آیات کو مضبوط کرتا اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ تا اللہ تعالیٰ القائے شیطانی کو ان لوگوں کے لئے جو مرض شک و شبہ میں مبتلا ہیں اور ان لوگوں کے لئے جنکے دل سخت ہو چکے ہیں موجب فتنہ بنائے اور بیشک ظالم لوگ (تو پہلے بھی) سخت پھوٹ میں ہیں۔ چنانچہ اس ترجمہ کی تصدیق تفسیر جلالین سے ہوتی ہے۔ وہاں اس آیت کے ذیل میں یوں تحریر ہے وما ارسلنا من قبلک من رسولٍ ھو نبی امر بالتبلیغ ولا نبی ای لم یؤمر بالتبلیغ الا اذا تمنّی قرأ القی الشیطان فی امنیۃ قرأتہ مالیس من القراٰن مما یرضاہ المرسل الیھم وقد قرأ۔ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سورۃ النجم بمجلس من قریش بعد افرأیتم اللات والعزّٰی ومناۃ الثالثۃ الاُخرٰی بالقاء الشیطان علیٰ لسانہ من غیر علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ تلک الغرانیق العُلٰی وان شفاعتھن لترتجی ففرحوا (ای مشرکوا مکۃ شرفھا اللہ) بذلک ثم اخبرہ جبرئیل علیہ السّلام بما القاہ الشیطان علیٰ لسانہ من ذالک فحزن فسُلّی بھذہ الاٰیۃ لیطمئن فینسخ اللہ یبطل ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ اٰیاتہ یثبتھا واللہ علیم بالقاء الشیطٰن ما ذکر حکیم فی تمکینہ منہ یفعل ما یشاء لیجعل ما یلقی الشیطان فتنۃ محنۃ للذین فی قلوبھم مرض شک ونفاق والقاسیۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قلوبھم ای المشرکون من قبول الحق وان الظالمین الکافرین لفی شقاق بعید خلافٍ طویلٍ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین حیث جری علٰی لسانہ ذکر آلھتھم بما یرضیھم ثم ابطل ذالک صفحہ ۳۶ جلد ثانی مطبوعہ مطبع فتح الکریم سنہ ۱۳۰۳ھ

ترجمہ:- اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول یعنی مامور بالتبلیغ ۲ مگر جب اس نے پڑھا ڈال دیا شیطان نے اس کی قرأت میں اس چیز کو جو مطابق منصب مرسل نہ تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم مجلس قریش میں تلاوت فرماتے ہوئے افرأیتم اللات والعزّٰی ومناۃ الثالثۃ الاخرٰی کے بعد القائے شیطانی کی وجہ سے بغیر کسی علم کے تلک الغرانیق العلٰی وانّ شفاعتھن لترتجی پڑھا اس سے مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے حضور علیہ السّلام کو جبرئیل سے القاء شیطانی کی خبر کی تو اس سے آپ کو تکلیف پہنچی اور غم پیدا ہوا۔ اور یہ آیت آپ کی تسلی کیلئے اُتری۔ الخ اس سے حضورؐ کی عصمت پر اعتراض واقع ہوتا ہے"۔

الجواب:- اس آیت کا مذکورہ بالا ترجمہ بوجوہ آتیہ قابلِ قبول نہیں:-

۱- لغت سے اس ترجمہ کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ اقرب الموارد جلد ثانی صفحہ ۱۲۴۶ میں ہے۔ التمنّی مصدر تمنّٰی ویطلق عند اھل العربیۃ علٰی طلب حصول الشیء علٰی سبیل المحبۃ وعلٰی الکلام الدّال علٰی ھذا الطلب کہ لفظ تمنّی جو فعل ماضی تمنّٰی کا مصدر ہے اہل عربیہ کے نزدیک کسی چیز کے حصول کی طلب علٰی سبیل المحبّۃ پر اطلاق پاتا ہے۔ نیز اس کلام پر جو اُس طلب پر دال ہو۔ الامنیّۃ۔ البغیۃ۔ بیشک تمنّی الکتاب کے معنی قرأ کے آئے ہیں لیکن اِسی صورت ہی میں جبکہ فعل تمنّٰی کا مفعول کتاب ہے، مطلقاً لفظ تمنّٰی کے معنی قرأ کے نہیں جیسے کہ حوالہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے۔

۲- اس ترجمہ کی رُو سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ ہر نبی نے قرأۃ کی اور اسمیں القائے شیطانی کا دخل ہر نبی کی ہر قرأت میں ہوا حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

۳- یہ ترجمہ دیگر آیاتِ قرآنیہ کے صریح خلاف ہے۔ اور احادیث صحیحہ کے۔ اللہ تعالٰی قرآن کریم میں فرماتے ہیں والنجم اذا ھوٰی ما ضلّ صاحبکم وما غوٰی وما ینطق عن الھوٰی اِن ھو الا وحیٌ یوحٰی علّمہ شدید القوٰی ذو مرّۃ۔ قسم ہے۔ پودے کی جبکہ وہ ڈھل کے بوجھ سے) جُھک جائے (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم) گمراہ نہیں ہوئے (اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ صرف وحی ہے۔ جو اُسکی طرف (خدا تعالٰی کی طرف سے) بھیجی جاتی ہے۔ پھر آنحضرت

۲ اور نہ کوئی نبی یعنی غیر مامور بالتبلیغ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلی اللہ علیہ وسلم کو منادی للایمان کہا گیا ہے، دیکھو ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا اور خدا تعالیٰ نے خود بتا دیا کہ ایمان چیز کیا ہے۔ ان اٰمنوا بربکم۔ کہ فقط رب العالمین کو معبود تسلیم کرنا یعنی توحید اور کئی آیات قرآنیہ سے ثابت و محقق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرک کے استیصال اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے آپ کی بعثت کی غرض کا جزو اعظم یہی تھا۔ پھر آپ شرک کی تعلیم کس طرح دے سکتے تھے صحیح البخاری میں ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بارزا یوما للناس فاتاہ رجل فقال ما الایمان قال الایمان ان تؤمن باللہ وملٰئکتہ وبلقائہ ورسلہ وتؤمن بالبعث قال ما الاسلام قال الاسلام ان تعبد اللہ کانک تراہ وان تکن تراہ فانہ یراک قال متی الساعۃ قال ما المسئول باعلم من السائل وسأخبرک عن اشراطھا ...... ثم ادبر فقال ردوہ فلم یروا شیئا فقال ھذا جبرئیل جاء یعلم الناس دینھم۔ ترجمہ:- ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن لوگوں کے لئے نکلے ہوئے تھے پس آپ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے حضورؐ سے پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ تو اللہ پر اور اسکے فرشتوں پر اور اسکی لقاء پر اور اسکے رسولوں پر اور قیامت پر ایمان لائے۔ پھر اس شخص نے پوچھا کہ اسلام کس چیز کا نام ہے۔ حضورؐ نے جواب میں فرمایا کہ تو اللہ کی اس خشوع اور خضوع کے ساتھ عبادت کرے گویا کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر یہ درجہ تجھے حاصل نہیں تو کم از کم اتنا خیال ہو) کہ اگر تو اُسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس شخص نے سوال کیا کہ قیامت کب آئیگی تو حضورؐ نے فرمایا کہ جس سے پوچھا جاتا ہے۔ وہ پوچھنے والیکی نسبت زیادہ علم نہیں رکھتا ہاں میں اسکی شرائط کی خبر دیتا ہوں ...... پھر اس آدمی نے پیٹھ پھیر لی اور چلا گیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسے واپس لوٹاؤ۔ پس ان لوگوں نے کسی چیز کو نہ دیکھا کیونکہ وہ غائب ہو گیا پس حضورؐ نے فرمایا یہ جبرئیل تھا تمھیں تمھارے دین کی تعلیم دینے آیا تھا اس حدیث کے حاشیہ پر یوں تحریر ہے۔ (اَنْ تُؤْمِنَ بِاللہِ) ای تصدیق بوحدانیتہ وبما یلیق بہ من الصّفات کہ ایمان باللہ کے یہ معنی ہیں کہ تو اللہ کی وحدانیت کا مصدق ہو اور ان صفات کا جو اللہ کی شایانِ شان ہیں +

باقی رہا ان احادیث کا معاملہ جن پر کہ اس ترجمہ کی بنا ہے۔ سو ان کے متعلق جو محققین کی رائے ہے وہ میں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ سو قاضی عیاض صاحب اپنی کتاب شفا میں جسکی شرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُلّا علی قاری صاحب نے لکھی ہے یوں فرماتے ہیں " (منها ماروی) ای فیما اخرجه ابن جریر وابن المنذر وابو حاتم لسند منقطع عن سعید بن جبیر (من ان النبی صلعم قرأ والنجم ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ قال افرئیتم اللّات والعزی ومناة الثالثة الاُخری قال) ای جری علےٰ لسانه اَوحکی الشیطانُ بعد بیانه (تلك الغرانیق العلےٰ وان شفاعتها لَتُرتجٰی) ویروی ترتضی وفی روایة ان شفاعتها ترتجی وانها لمع الغرانیق العُلےٰ وفی اُخری والغرانقة العلےٰ تلك للشفاعة لترتجٰی (فلما ختم السورة سجد وسجد معه المسلمون والکفار لما سمعوه اثنی علےٰ آلهتهم وما وقع فی بعض الرّوایات ان الشیطان القاها علےٰ لسانه وان النبی صلی الله علیه وسلم کان تیمنی ان لونزل علیه شیٔ یقارب بینه وبین قومه وفی روایة اُخری ان لا ینزل علیه شیٔ ینفرهم عنه وذکر) ای صاحب تلك الرّوایة (هذه القصة وان جبرئیل جاءه فعرض علیه السورة والنجم فلما بلغ الکلمتین قال ماجئتُك بهاتین فحزن النبی صلی الله علیه وسلّم فانزل الله تسلیةً له وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنّی القی الشیطان فی امنیة الآیة وقوله وان کادوا لیفتنونك الآیه فاعلم اکرمك الله انّ لنا فی الکلام علےٰ مشکل هذا الحدیث مأخذین:-

احدهما فی توهین اصله) ای تضعیف نقله (والثانی علےٰ تسلیمه) ای علی تقدیر وقوعه (اما الماخذ الاوّل فیکفیك) فی توهینه ان هذا حدیث ای مُنکرمِن جهة الروایة والدّرایة حیث (لم یخرجه احد من اهل الصحة کاصحاب الکتب السّتّة (ولا رواه ثقة بسند سلیم) ای من الاضطراب والعلّة بل ولا رواه ثقة بسند (متصل وانما اولع به وبمثله المفسّرون) ای المعتمدون علےٰ اقاویلِ ضعیفه (والمورخون والمولعون بکل غریب المتلّقفون من الصحف کل صحیح وسقیم وصدق القاضی بکر بن العلاء المالکی حیث قال لقد بلی الناس ببعض اهل الهواء والتفسیر" وتعلق بذلك) ای بحدیث سورة النجم (الملحدون مع ضعف نقلته واضطراب روایاته وانقطاع اسناده واختلاف کلماته فقائل یقول انه فی الصلوٰة واٰخر یقول قالها فی نادی قومه حین نزلت علیه السورة واٰخر یقال قولها

م وانها لمع الغرانیق العلی وفی اخری الغرانقة العلی تلك للشفاعة ترتجی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقد اصابته سنة وآخر يقول بل حدث نفسه) ای خطر فی باله تلك المقالة (فسها) ای فجری علی لسانه ماحصل له به الملامة (وآخر يقول ان الشيطان قالها على لسانه) وان النبی صلی الله عليه وسلم لما عرضها على جبرئيل قال ماهكذا اقرأتك وآخر يقول بل اعلمهم الشيطان) ای وسوس لهم ان النبی صلی الله عليه وسلم قرأها فلما بلغ النبی صلی الله عليه وسلم ذلك قال والله ماهكذا نزلت الى غير ذلك من اختلاف الروایة ومن حکیت هذه الحکاية عنه من المفسرين والتابعين لم يسندها احد منهم) ای اسنادًا متصلا يصلح اعتمادًا (ولا رفعها الى صاحب) ای للرواية (واكثر الطرق عنهم فيها ضعيفة واهية والمرفوع حديث شعبه عن ابی بشر عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال فيما احسب "الشك فی الحديث" ان النبی صلی الله عليه وسلم كان بمكة وذكر القصة قال ابوبكر البزار هذا الحديث لانعلمه روی عن النبی صلی الله عليه وسلم باسنادٍ متصل يجوز ذكره الا هذا ولم يسنده عن شعبه الا امیه ابن خالدٍ وغيره مرسلة عن سعيد بن جبير وانما يعرف) ای اتصال سنده (عن الكلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فقد بين لك ابوبكر رحمه الله تعالیٰ انه لايعرف من طريق يجوز ذكره سوی هذا وفيه من الضعف ما نبه عليه مع وقوع الشك منه كما ذكرناه الذی لايوثق به ولا حقيقة معه واما حديث الكلبی فمما لايجوز الرواية عنه ولا ذكره لقوة ضعفه وكذبه) ای وكثرة كذبه ولذا ضعّفه الجمهور (كما اشار اليه البزارُ رح والذی منه فی الصحيح عن ابن عباس ان النبی صلی الله عليه وسلم قرأ والنجم وهو بمكة فسجد معه المسلمون والمشركون والجن والانس هذا توهينه) ای تضعيفه من طريق النقل شرح الشفاء مُلّا علی قاری جلد ثانی صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ دار الطباعہ العامرہ۔

ترجمہ:۔ اور ان روایات میں سے جنکو ابن جریر اور ابن المنذر اور ابو حاتم نے سعید بن جبیر سے منقطع سند کے ساتھ نکالا ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم تلاوت فرمائی جب آپ افرئیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ پڑھ چکے تو اسکے بعد آپ کی زبان پر جاری ہو گیا یا شیطان نے حکایت کر دی تلك الغرانیق العلیٰ وان شفاعتهن لترتجی اور ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روایت میں لترتجی کی بجائے لترتضیٰ آیا ہے۔ اور ایک روایت ان شفاعتہا لترتجی وانہا لمع الغرانیق العلیٰ بھی آئی ہے۔ ایک اور روایت میں والغرانقۃ العلیٰ تلک الشفاعۃ ترتجی درج ہے۔ پس جب آپ نے سورۃ ختم کی تو سجدہ کیا اور آپکے ساتھ مسلمانوں نے سجدہ کیا۔ اور کافروں نے بھی بسبب اسکے کہ انہوں نے سُنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے معبودوں کی تعریف کی ہے۔ اور بعض روایات میں یہ ہے کہ شیطان نے آپکی زبان پر القا کر دیا اس حال میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا تھی کہ کوئی بات نازل ہو کہ جو میرے اور میری قوم کے درمیان قرب کا موجب ہو۔ اور ایک روایت میں یوں ہے۔ کہ آپ کو یہ تمنا لاحق تھی کہ مجھ پر کسی ایسی چیز کا نزول نہ ہو جو میری قوم کو مجھ سے متنفر کر دے اور پھر آگے مذکورہ بالا قصہ بیان کیا ہے۔ اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ والنجم پیش کی پس جب حضورؐ تلاوت فرماتے فرماتے ان دونو کلموں تک پہنچے تو جبرئیل نے کہا میں تو یہ دونو کلمے نہیں لایا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا غم ہوا تو حضورؐ کی تسلی اور تشفی کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت شریفہ کو نازل فرمایا۔

اب قاضی صاحب مخاطب سے خطاب کرتے ہیں اور فرماتے ہیں " اللہ تمہیں باعزت رکھے تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ اس حدیث کے پیچیدہ ہونے کے متعلق ہمارے کلام کے دو ماخذ ہیں:۔ اوّل یہ کہ یہ روایت نہایت ہی کمزور اور ضعیف سند سے مروی ہے۔ دوسرا آیا یہ واقعہ وقوع میں آیا بھی ہے کہ نہیں۔

پہلا ماخذ یعنی سند روایت کا کمزور ہونا اسکے لئے اتنا سمجھ لینا کافی ہے۔ کہ یہ حدیث من حیث الروایۃ والدرایۃ منکر ہے۔ حتیٰ کہ اہل صحت میں سے کسی ایک نے بھی اُسکو نہیں نکالا اور نہ ہی اُنکے علاوہ کسی ثقہ اور معتبر راوی نے اسے ایسی سند کے ساتھ جو کہ اضطراب وعلت سے سالم اور محفوظ ہو اور پھر متصل بھی ہو روایت کیا ہے۔ اور اس کا اور اس جیسی روایات کا شوق ہے تو مفسرین اور مؤرخین اور ان لوگوں کو جنکو عجیب وغریب باتیں خواہ وہ صحت اور سقم کے کس درجہ میں ہی کیوں نہ ہوں لینے کا عشق ہوتا ہے۔ وہ بیشک انہیں روایت کر دیتے ہیں۔ قاضی بکر بن العلا صاحب مالکی نے خوب سچ کہا ہے۔ کہ لوگوں کی اہل ہوا اور اہل تفسیر کے ساتھ آزمائش کی گئی ہے۔ اور اس روایت کو جو زیر بحث ہے ملحدین نے باوجود اسکے راویوں کے کمزور ہونے کے اور اسکی روایات کے مضطرب ہونیکے اور اسکی سند کے منقطع ہونیکے اور اسکے کلمات کے اختلاف کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے لیا ہے۔ اور باتوں کو تو جانے دیجئے صرف اسکے وقوع کے اختلاف کو ہی ملاحظہ فرمائیے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ واقعہ نماز میں ہوا۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ مجلس قریش کا واقعہ ہے۔ جبکہ آپؐ پر وہ سورہ نازل ہوئی۔ کوئی کہتا ہے کہ آپؐ کو اونگھ آگئی اس حالت میں یہ الفاظ آپ کی زبان سے نکل گئے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ حدیث النفس تھی اس لئے آپ بھول گئے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ یہ فقرات شیطان نے آپکی زبان پر جاری کردیئے تھے سو جب آپؐ نے اس کو جبرئیل پر پیش فرمایا تو جبرئیل نے کہا کہ میں نے تو ایسا نہیں پڑھایا۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے انکو نہیں پڑھا۔ شیطان نے یونہی کفار کے دل میں یہ وسوسہ ڈال دیا۔ کہ نبی کریم صلعم نے اسے پڑھا ہے! جب یہ بات آپکو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ ایسا تو نازل نہیں ہوا۔ پھر انکے علاوہ اور کئی اختلافات ہیں۔

اور جن مفسرین اور تابعین سے یہ روایت مروی ہے۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی اسے ایسی اسناد کے ساتھ بیان نہیں کیا جو متصل ہو اور قابلِ اعتماد اور نہ ہی صاحبِ روایت کی طرف اسکو مرفوع کیا ہے۔ اور اکثر طرق اس روایت کے نہایت ہی کمزور اور تارِ عنکبوت سے زیادہ ضعیف ہیں ہاں صرف حدیث شعبہ ہی مرفوع ہے اس میں حضرت ابن عباس اصل راوی فرماتے ہیں فیما احسب کہ مجھے شک پڑتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی آگے سارا قصہ بیان کیا۔

قاضی ابو بکر نبرار فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے متعلّق اس اسناد کے علاوہ اور کسی ایسی سند کا ہمیں علم نہیں جو قابل ذکر ہو اور پھر اس حدیث مرفوع میں شعبہ سے اُمیّہ بن خلف وغیرہ کے علاوہ کسی نے اسکی سند بیان نہیں کی وہ بھی سعید بن جبیر سے مرسلاً روایت کرتا ہے۔ اسکی سند کا اتصال صرف کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس ہی سے پہچانا گیا ہے۔ اور کلبی ایسا راوی ہے۔ کہ اس سے روایت کرنا ہی جائز نہیں کیونکہ یہ نہایت ہی جھوٹا اور بہت ہی کمزور ہے اسی واسطے اسکو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور جو صحیح میں ابن عباس سے مروی ہے۔ اسکی کمزوری کے لئے یہی ثبوت کافی ہے ؂

پس اس سے ان احادیث کا پورا پورا حال ظاہر ہوگیا جن پر کہ اس ترجمہ کی بنا ڈالی گئی تھی صاف ظاہر ہے کہ یہ ترجمہ قابل التفات نہیں۔ کیونکہ انکا ماخذ ہی غیر مقبول اور مردود ہے ؂

اب میں اس آیت کے صحیح معنی بتاتا ہوں۔ پہلے اس آیت کے ان معانی کو ملاحظہ فرمایئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنّٰی القی الشیطان فی امنیتہ۔ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ اسکی یہ حالت نہ ہو کہ جب وہ کوئی تمنّا کرے یعنی اپنے نفس سے کوئی بات چاہے تو شیطان اسکی خواہش میں کچھ نہ ملا دے یعنی جب کوئی رسول یا کوئی نبی اپنے نفس کے جوش سے کسی بات کو چاہتا ہے۔ تو شیطان اس میں بھی دخل دیتا ہے۔ تب وحی متلوّ جو شوکت اور ہیبت اور روشنی تام رکھتی ہے اس دخل کو اُٹھا دیتی ہے۔ اور منشاء الٰہی کو مصفّا کر کے دکھلا دیتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ نبی کے دل میں جو خیالات اُٹھتے ہیں اور جو کچھ خواطر اسکے نفس میں پیدا ہوتی ہیں۔ درحقیقت وہ تمام وحی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم اسپر شاہد ہے۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ لیکن قرآن کریم کی وحی جو صرف معانی منجانب اللہ ہوتی ہیں تمیز کلّی رکھتی ہے اور نبی کے اپنے تمام اقوال وحی غیر متلوّ میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ روح القدس کی برکت اور چمک ہمیشہ نبی کے شاملِ حال رہتی ہے۔ اور ہر ایک بات اسکی برکت سے بھری ہوئی ہوتی ہے۔ اور وہ برکت روح القدس سے اُس کلام میں رکھی جاتی ہے لہٰذا ہر ایک بات نبی کی جو نبی کی توجہ تام سے اور اسکے خیال کی پوری مصروفیت سے اسکے مُنہ سے نکلتی ہے۔ وہ بلاشبہ وحی ہوتی ہے۔ تمام احادیث اسی درجہ کی وحی میں داخل ہیں جنکو غیر متلوّ وحی کہتے ہیں اب اللہ جلشانہٗ آیت موصوفہ ممدوحہ میں فرماتا ہے۔ کہ اس ادنیٰ درجہ کی وحی میں جو حدیث کہلاتی ہے۔ بعض صورتوں میں شیطان کا دخل بھی ہو جاتا ہے اور وہ اس وقت کہ جب نبی کا نفس ایک بات کیلئے تمنّا کرتا ہے۔ اُس کا اجتہاد غلطی کر جاتا ہے۔ اور نبی کی اجتہادی غلطی بھی درحقیقت وحی کی غلطی ہے۔ کیونکہ نبی تو کسی حالت میں وحی سے خالی نہیں ہوتا وہ اپنے نفس سے کھویا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے۔ پس چونکہ ہر ایک بات جو اُسکے مُنہ سے نکلتی ہے وحی ہے اسلئے جب اُسکے اجتہاد میں غلطی ہوگئی تو وحی کی غلطی کہلائیگی نہ اجتہاد کی غلطی۔ اب خدا تعالیٰ اسی کا جواب قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ کبھی نبی کی اس قسم کی وحی جسکو دوسرے لفظوں میں اجتہاد بھی کہتے ہیں مسّ شیطانی سے مخلوط ہو جاتی ہے۔ اور یہ اُسوقت ہوتا ہے۔ کہ جب نبی کوئی تمنّیٰ کرتا ہے۔ کہ یوں ہو جائے تب ایسا ہی خیال اُسکے دل میں گذرتا ہے۔ جسپر نبی مستقل رائے قائم کرنے کے لئے ارادہ کر لیتا ہے۔ تب فی الفور وحی اکبر جو کلام الٰہی اور وحی متلوّ اور مہیمن ہے نبی کو اُس غلطی پر متنبّہ کر دیتی ہے۔ اور وحی متلوّ شیطان کے دخل سے بکلّی منزہ ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک سخت ہیبت اور شوکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور قول ثقیل اور شدید النزول بھی ہے۔ اور اسکی تیز شعاعیں شیطان کو جلاتی ہیں۔ اسلئے شیطان اسکے نام سے دُور بھاگتا ہے اور نزدیک نہیں آسکتا اور نیز ملائک کی کامل محافظت اُسکے اردگرد ہوتی ہے لیکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وحی غیر متلوّ جس میں نبی کا اجتہاد بھی داخل ہے۔ یہ قوّت نہیں رکھتی۔ اس لئے تمنّا کے وقت جو کبھی شاذ و نادر اجتہاد کے سلسلہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ شیطان نبی یا رسول کے اجتہاد میں دخل دیتا ہے۔ پھر وحی متلوّ اس دخل کو اُٹھا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاء کے بعض اجتہادات میں غلطی بھی ہوگئی ہے جو بعد میں رفع کی گئی" (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۵۲)

بعینہٖ اسی مطلب کو شاہ عبد القادرؒ نے اپنے حاشیہ موضح القرآن میں ادا کیا ہے۔ شاہ رفیع الدینؒ صاحب نے جو اس آیت کا ترجمہ فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ "اور نہیں بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے رسول اور نہ نبی مگر جسوقت آرزو کرتا تھا ڈال دیتا تھا شیطان بیچ آرزو اسکی کے۔ پس دُور کرتا ہے اللہ جو کچھ ڈالا ہے شیطان نے۔ پھر محکم کرتا ہے اللہ نشانیوں اپنی کو اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔" اس ترجمہ پر حاشیہ میں یوں تحریر ہے "ف بنی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں ہرگز تفاوت نہیں (ہوتا) اور ایک اپنے دل کا خیال (آتا ہے خاکسار ناقل) اُس میں (تفاوت ہوتا ہے۔ خاکسار ناقل) جیسے اور آدمی۔ کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی (ٹھیک) نہ پڑا× اور عمرہ کیا (ہے۔ خاکسار ناقل) (حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ خاکسار ناقل) خیال میں آیا کہ شائید (یہ عمرہ) اب کے برس (ہی) میں ہونا جناب الٰہی کو منظور ہے آپنے مکہ کو کوچ کیا صحیح نہ نکلا بلکہ وہ ٹھیک پڑا اگلے برس۔ یا وعدہ ہُوا (کہ) کافروں پر غلبہ ہوگا خیال آیا کہ اب کی لڑائی میں۔ اس میں (غلبہ خاکسار ناقل) نہ ہُوا پھر اللہ جتا دیتا ہے۔ لڑائی کا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں" قرآن کریم مترجم شاہ رفیع الدین صاحب صفحہ ۵۶۴ مطبوعہ مطبع نولکشور کانپور ۱۹۰۵ء

دوسرے معنی۔ اس آیت سے پہلی آیت کو دیکھنے سے حاصل ہوتے ہیں اور وہ بھی صحیح ہیں خدا تعالیٰ اس سے پہلے فرماتا ہے۔ والذین سعوا فی اٰیاتنا معٰجزین اولٰئک اصحاب الجحیم۔ اے رسول وہ لوگ جو اس امر میں ساعی ہیں کہ اللہ کے نشانات کو پورا نہ ہونے دیں یا جو نشانات پورے ہو چکے ہیں ان پر پردہ ڈالدیں وہ اصحاب جحیم ہیں۔ وہ ہرگز اپنے مقصود میں کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ تجھ سے پہلے بھی کئی رسول اور نبی آئے ان کے مخالفوں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا مگر اللہ نے انکے اس شیطانی فعل کو جلد ہی رفع دفع کر دیا اور اپنے نشانات کو ظاہر باہر کر کے اس زمانہ کے رسول و نبی کی صداقت کو ثابت کر دیا پس تیری صداقت پر بھی یہ لوگ پردہ نہیں ڈال سکتے اور یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ یہ لوگ تیری اُن پاک تمنّاؤں کو جو تیرے دل میں حقیقی محبّتِ الٰہی کیوجہ سے خلقِ خدا کی ہمدردی کے لئے موجزن ہیں دبا دیویں۔ پس اب اعتراض کی گنجائش کہاں؟ اللّٰھم نوّر

× جیسے حضرت صلعم نے خواب میں دیکھا کہ مدینے سے مکّے میں گئے ہیں حم

قلوبنا بانوار الھدایہ آمین ثم آمین ÷ خاکسار محمد صادق گنجاہی

حم کوچ کیا لیکن کفار نے حضورؐ کو روک دیا آپ اس سال عمرہ نہ کر سکے پس یہ خیال کہ اس سال ہی عمرہ ہونا منظور ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انجیلی تعلیمات

عیسائیت کی مایۂ ناز تعلیمات پر ایک نظر

دوسری انجیلی تعلیم حضرت مسیحؑ کی ایک اور تعلیم اور مایۂ ناز تعلیم یہ ہے کہ :-

"اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو۔ جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اور جہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔ بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو" متی $\frac{6}{29}$

اسی طرح ایک دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا کہ :-

"دولتمند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔ اور پھر تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو" متی $\frac{19}{24}$ تیسری جگہ لوگوں سے فرمایا کہ :-

"تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے" متی $\frac{6}{24}$

ان ہرسہ تعلیمات کو اپنے سامنے دیکھکر ایک انسان یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے نزدیک دنیا کے مال و متاع اِس قابل نہیں ہیں کہ انسان انکو جمع کرے۔ اور دلیل اِسکی یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ دنیا دی مال و متاع کبھی چور چرا کر لے جاتے ہیں اور کبھی زمینی کیڑے ہی اُنہیں کھا جاتے ہیں۔ اور جب حالت یہ ہے تو مال جمع کرنیکا کیا فائدہ۔ اسی طرح یہ بھی فرمادیا کہ دولتمند کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا ویسا ہی مشکل ہے۔ جیسا کہ اونٹ کا کسی سوئی کے ناکے میں سے گذر جانا۔ اب کون ایسا انسان ہے جو اس تعلیم کو پسندیدگی کی نظروں سے دیکھ سکے اور یا اسپر عمل کرنے کے لئے طیار اور آمادہ ہو سکے۔ کیونکہ لوگ اِس امر کو بخوبی جانتے ہیں کہ اپنے ذاتی آرام اور اپنی ذاتی آسائش کے لئے۔ اپنے اہل اور اپنے عیال کی فارغ البالی کے لئے۔ اپنی مُلکی اور قومی ترقیات کے لئے اموال کا جمع کرنا ازحد ضروری اور فائدہ مند ہوتا ہے۔ اور دراصل ہر ایک زمانہ میں اُنہی اقوام نے ترقی کی ہے۔ جنکے پاس مال و متاع زیادہ ہُوا۔ اور وہی اقوام پستی اور انحطاط کی طرف جھکیں جنکے پاس مالی لحاظ سے کمی اور نقص ہُوا۔ اموال ہی کی کثرت اقوام کو ایجادوں کی طرف متوجہ کرتی ہے اور اموال ہی کی کثرت اُنہیں دنیا کے لئے باعثِ رحمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثابت کرتی ہے۔ بھلا مال اگر حکومت کے خزائن میں موجود نہ ہو۔ تو کیا کسی ایک کام کو بھی وہ سرانجام دے سکتی ہے۔ کبھی نہیں۔ بلکہ سلطنت بغیر مال کے کبھی قائم ہی نہیں رہ سکتی۔ اور جبکہ دنیا کے تمام فہیم اور دانا وجود اس امر کے قائل ہیں۔ کہ اپنے سارے مال کو خرچ کر دینا اسراف اور بیوقوفی میں داخل ہے۔ بلکہ اموال کا کچھ حصہ پس انداز کرنا عقلمندی اور دُوراندیشی میں شامل ہے۔ تو حضرت مسیحؑ کا ایسی تعلیم دینا ظاہر کرتا ہے کہ یہ ناقص تعلیم ہے۔ جس پر فی زمانہ عمل پیرا ہونا ازحد مشکل اور بعید از فہم ہے؎

مگر اسلام انسانِ مومن کو اموال کے جمع کرنے سے کسی طرح منع نہیں کرتا۔ بلکہ جس بات سے وہ روکتا ہے وہ جَمَعَ فَاَوْعٰی ہے۔ کہ انسان اپنے مال کو جمع کرے اور پھر اُسے ایسا روکے کہ نہ تو اللہ کے حقوق اُس سے ادا کرے اور نہ ہی حق العباد کو۔ ورنہ اسلام اموال کو جمع کرنیکا قائل ہے اور اسی لئے زکوٰۃ کا حکم شریعت نے بیان کیا ہے۔ اور اسلام ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ خدا کی بادشاہت میں نہ صرف غریب ہی داخل ہو سکتے ہیں بلکہ امیر اور دولتمند بھی۔ اُس کا دروازہ ہر ایک متنفس کے لئے کُھلا ہے جو چاہے اُس میں داخل ہو جائے۔ بشرطیکہ اُسکی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کا وہ عہد کریں۔ پس حضرت مسیحؑ کی یہ ایک اور تعلیم ہوئی جس پر عمل کرنا انسانوں کے لئے صعب ترین ہو گیا۔ جو اسکے نقص پر بیّن دلیل ہے؎

تیسری انجیلی تعلیم

حضرت مسیحؑ کی ایک اور تعلیم اور مایۂ ناز تعلیم ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ:۔

"کل کے لئے فکر نہ کرو۔ کیونکہ کل کا دن اپنے لئے آپ فکر کر لیگا۔ آج کے لئے آج ہی کا دُکھ کافی ہے" متی ۶/۳۴

کیا بالصراحت ان الفاظ سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا۔ کہ حضرت مسیحؑ کے نزدیک انسان کا کل کے لئے ابھی سے فکر شروع کر دینا بالکل ناجائز امر ہے۔ اور کیا یہ بھی ساتھ ہی ظاہر نہیں ہو رہا کہ ہمارا آج کے لئے کچھ فکر کرنا بھی ایک ایسا دُکھ ہے جو ہماری زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ہمارے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔ بھلا آج اگر دنیا اسی تعلیم پر عمل کرنا شروع کر دے۔ تو کیا اُسکے کاروبار بخوبی چلتے رہیں۔ کبھی نہیں بلکہ بہت سے نقائص ایسے یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے جائیں جن میں کمی کی کوئی بھی صورت پیدا نہ ہو۔ کیونکہ آج اگر کل کے کاموں کی بُنیاد نہ رکھی جائے تو محض کل کوئی کام نہیں ہو سکیگا۔ مہینوں پہلے یہ فیصلہ کر لیا جاتا ہے کہ ہم نے فلاں دنوں میں کونسا کام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنا ہے۔ اور اس طریق سے تو ہمیشہ لوگ کام لیتے ہیں کہ پروگرام پہلے سے بنا کر اسکے ماتحت کام کرنیکی عادت ڈالتے ہیں۔ جن میں یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ ہمیں کل کیا کرنا ہے اور پرسوں کیا۔ قرآن مجید نے اسی لئے مومن کو یہ کہا تھا کہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد (ہر جان کو چاہیئے کہ اپنے کل کی فکر کرے) مگر جب سے لوگوں نے اس طریق کو فراموش کر ڈالا۔ تبھی سے انکا تنزل اور انحطاط شروع ہوا۔ اور دراصل مسلمانوں کے تنزل اور انکے قومی انحطاط کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہوا۔ کہ انہوں نے اس قیمتی گر کو بالکل بھلا ڈالا۔ کہ ہمیں محض آج کے لئے اپنے تمام کام نہیں کرنے چاہئیں۔ بلکہ کل اور پرسوں بلکہ مہینوں اور سالوں تک کے حالات کا ہمیں فکر کرنا چاہیئے۔ عقلمند اور دانا انسان کی نظر محض آج ہی پر نہیں پڑتی۔ بلکہ سالوں بعد کے حالات تک جا پہنچتی ہے ؁

ہمیں آج اگر یہ فکر نہیں ہوتا۔ کہ ہمیں کل کس کس کام کو حد تکمیل تک پہنچانا ہے۔ تو لازماً ہمیں کل ان تمام کاموں کو ادھورا اور غیر مکمل حالت میں چھوڑنا پڑیگا۔ اور تب ہم افسوس کرینگے کہ کیوں نہ ہم نے اس کام کا کل سے ہی فکر رکھا۔ جس طرح یہ بیوقوفی اور حماقت ہے کہ ہم آج کے کام کو کل پر چھوڑ دیں۔ اسی طرح یہ بھی کوئی دانائی نہیں کہ ہم کل کے کام کے لئے آج سے کوئی فکر اپنے اندر پیدا نہ کریں۔ مگر اس تعلیم پر عمل کرنے والے کی حالت ایسی ہی ہوگی۔ کہ جس روز اسے کوئی سفر کرنا ہے اسی دن اپنے اسباب کو یہ اکٹھا اور سامان سفر کو درست کریگا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ کسی کام کو بھی جلدی میں پورا نہ کر سکیگا۔ اور اس طرح وہ سفر اس روز وہ نہیں کر سکیگا جب عید آنیوالی ہوتی ہے۔ دنوں پہلے اس کا اہتمام شروع ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ جس روز عید آئے اسی روز کپڑے دھوئے اور صاف کیئے جائیں۔ کسی معزز آدمی کی آمد پر دنوں پہلے اسکے استقبال کی طیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ نہیں کہ جس دن وہ آرہا ہو۔ اسی دن اسکے استقبال کے لئے سجاوٹ ہونی شروع ہو۔ مدرسہ کھلنے والا ہوتا ہے بچے چھٹیاں ختم ہونے سے پیشتر ہی اسکی طیاری شروع کر دیتے ہیں۔ جلسوں کے انعقاد کا موقع آتا ہے تو دنوں پہلے اسکا فکر شروع ہو جاتا ہے اور اگر پہلے سے ہی مکمل انتظام کے لئے فکر نہ کیا جائے تو پھر سوچو کہ کتنی بڑی ابتری پھیلے۔ اور یہ تو معمولی مثالیں ہیں۔ دنیا کا ہر ایک کام اسی طریق پر جاری و ساری ہے۔ پس ایسے قیمتی گر سے اعراض کروانا دراصل تعلیمی نقص ہے۔ وگرنہ اسلام کی تعلیم میں پہلے پیش کر چکا ہوں۔ وہ اس امر پر زور دیتا ہے۔ کہ اپنے عواقب کا آج ہی سے فکر رکھو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کل کو کوئی کام کرنے کی تم طاقت بھی رکھوگے یا کہ نہیں ؁

چوتھی انجیلی تعلیم | اسی طرح حضرت مسیح کی یہ تعلیم بھی ناقابل عمل ہے کہ:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کا فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کھائینگے۔ یا کیا پیئنگے۔ اور نہ اپنے بدن کا کہ کیا پہنینگے" متی ۶/۲۵

بھلا کون شخص اپنی جان کا فکر نہیں کریگا۔ اور وہ کون ہے جو اپنے کھانے اور پینے اور پہننے کا فکر نہیں رکھیگا۔ کیا لوگ بھوکے مریں۔ اور یا پیاسے رہیں اور یا افریقہ کے حبشیوں کی طرح ننگے جسم رکھیں۔ تب اُنہیں خدا کا وصال حاصل ہو۔ قرآن ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کو نہ خریدیں۔ وہ لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کا حکم ہماری آنکھوں کے سامنے رکھتا ہے۔ ہمیں نصیحت کرتا ہے۔ کہ محبتِ الٰہی اِس امر کا نام نہیں ہے کہ ہم اپنی جان سے بیزار ہو رہیں۔ اور کھانے کی اشیاء کو اپنا ہاتھ تک نہ لگائیں۔ اور پیاس لگے تو پانی تک نہ پیئیں۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ایسا کرنا نعماء الٰہیہ کی ہتک کرنا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم کھائیں بھی۔ اور پیئیں بھی۔ اور پہنیں بھی۔ اور پھر ہمارا فرض ہے کہ ہم کھانا کھا کر خدا کی حمد کریں اور اُسکے قرب میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ اور ہم پانی پی کر اُسکا شکریہ بجالائیں۔ اور اُسکے احسانوں کا دلی شکریہ ادا کرکے اُس سے التجا کریں کہ وہ ہماری روحانی پیاس کو بھی بجھادے۔ اِسی طرح کپڑے پہنیں اور بیشک اعلیٰ لباس پہنیں۔ مگر لباس پہنکر زمین پر تکبر سے اور اترا کر نہ چلیں۔ بلکہ خدائی خشیت اپنے اندر پیدا کریں۔ اور دست با کار و دل بایار کے تحت جہاں دنیاوی کاموں کو سرانجام دیں۔ وہاں ہماری اُس محبت میں کوئی کمی واقع نہ ہو۔ جو خدا سے ہمارے دل میں پیدا ہوئی ہے پس اسلام اُس تعلیم سے بالکل متضاد مگر ارفع اور بلند تعلیم دیتا ہے۔ وہ حضرت مسیحؑ کی طرح یہ نہیں کہتا۔ کہ:۔

"پوشاک کے لئے کیوں فکر کرتے ہو جنگلی سوسن کے درختوں کو غور سے دیکھو۔ کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں" متی ۶/۲۸

بلکہ وہ کہتا ہے کہ پوشاک کے لئے بھی فکر کرو۔ جیسا کہ اور ضروریات کا فکر رکھتے ہو۔ اور اسلام کہتا ہے کہ توکل اِس چیز کا نام نہیں ہے کہ تم ہاتھ پر اپنا ہاتھ دھر کر بیٹھ رہو۔ اور پھر کہو کہ خدا ہمیں کھانا بھی پہنچائے۔ اور پانی بھی پلائے اور لباس بھی پہنائے۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ خدا نے تمہیں ہاتھ اور پاؤں اسلئے دیئے تھے کہ تا تم کھانے کے لئے کوشش کرتے اور پینے کے لئے کنوئیں کھودتے اور لباس کے لئے روئی کاتتے۔ اور پھر خدائی احسانات کا شکریہ ادا کرکے اور اُسکی بے انتہا نعمتوں کا مطالعہ کرکے اُسکے قرب اور اُسکے وصال کو طلب کرتے اور اسلام کہتا ہے کہ خدا کبھی اِس طرح راضی نہیں ہو سکتا کہ تم عہد کرلو۔ کہ ہم نہ تو کھانا کھائینگے۔ اور نہ ہی پانی پیئنگے۔ بلکہ وہ اس طرح ناراض ہوگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور تمہیں اپنی نعمتوں کا ہتک کرنے والا قرار دیگا۔ تم خدائی احسانات سے فائدہ اُٹھاؤ۔ اور فائدہ اُٹھا کر اُسکی رضا حاصل کرو۔ تب تم دیکھوگے کہ تمہارا خالق تم سے راضی ہوا۔ اور تمہارا مالک تم سے خوش۔ مگر مسیح ناصری علیہ السّلام نے تو یہ تعلیم دی تھی کہ ہم کھانے اور پینے اور پہننے کا اپنی مدّت العمر فکر نہ کریں۔ صرف خدا پر بھروسہ رکھیں۔ حالانکہ اِس بھروسے سے کبھی خدائی رزق انسان کو نہیں مل سکتا۔ بلکہ وہ انسان خود ہلاک ہوتا اور ہمیشہ کے لئے تباہ ہوتا ہے *

پانچویں انجیلی تعلیم اِسی طرح عیسائیت کی وہ تعلیم بھی ناقابلِ عمل ہے۔ جو حضرت مسیحؑ نے مبلّغین سے بیان فرمائی۔ کہ جب تم تبلیغ کے لئے باہر جاؤ۔ تو :-

"نہ سونا اپنے کمر بند میں رکھنا۔ نہ چاندی نہ پیسے۔ راستے کے لئے نہ جھولی لینا۔ نہ دو دو کُرتے۔ نہ جوتیاں نہ لاٹھی۔ کیونکہ مزدور اپنی خوراک کا حقدار ہے۔" متی ۱۰

اب اس تعلیم پر کیا پادری صاحب ہی عمل کرنیکے لئے طیار ہیں؟ مجھے ایک بھی مثال ایسی نظر نہیں آتی۔ کہ کوئی پادری باہر تبلیغ کے لئے گیا ہو۔ اور پھر اُس نے اپنی جیب میں نہ روپیہ رکھا ہو۔ اور نہ پیسہ۔ نہ لاٹھی لی ہو۔ اور نہ بوٹوں کے جوڑے۔ اِسی طرح اُسکے پاس صرف ایک ہی کپڑوں کا جوڑا ہو۔ جب خود اہلِ مذہب ہاں اہلِ مذہب میں سے قسیسین اور رہبان اِس تعلیم پر عمل کرنے کے لئے طیار نہیں ہیں۔ بلکہ وہ جاتے ہیں اور روپوں سے اپنی جیبیں بھر لیتے ہیں۔ کپڑوں سے اپنے صندوقوں کو پُر کر لیتے ہیں۔ ہاتھ میں عصا اور تمام ضروریات کو اٹھا لے جاتے ہیں۔ تب لازماً ہمیں کہنا پڑا۔ کہ یہ ایسی ناقص تعلیم ہے۔ کہ جسپر تمام کا عمل پیرا ہونا تو الگ رہا۔ خود اُس مذہب کے متّبعین اور مبلّغین کا ہی عمل نہیں ہو سکتا *

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق ابو ہریرہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ سلام کا جواب دینا۔ مریض کی بیمار پرسی جنازہ کے ساتھ چلنا۔ دعوت قبول کرنا۔ چھینکنے والے کا جواب رحمک اللہ سے دینا *

اور جب تیرا بھائی اپنی خیر خواہی کی بات پوچھے تو اس کی خیر خواہی کرے *

راستہ کا حق فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اوّل تو راستہ میں بیٹھو نہیں بیٹھو تو اسکا حق ادا کرو۔ وہ حق کیا ہے؟ فرمایا رستہ کا حق یہ ہے کہ غیر محرم عورتوں سے آنکھیں نیچی رہیں آنیوالوں کو تکلیف دینے والی چیز ہٹا۔ سلام کا جواب۔ نیک بات کرنا بُری بات سے منع کرنے کا حکم دینا مظلوموں کی فریاد رسی۔ بھولے کو راستہ بتانا *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک وہم اور اس کا حل

موجودہ زمانہ میں جہاں مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی کی وجہ سے نبوّت جیسی بے بدل نعمت کا انکار کر کے منقطع ہونیکی تائید میں کئی آیات و احادیث کی غلط تاویلیں کی ہیں وہاں ایک یہ حدیث انّی اٰخرالانبیاء ومسجدی اٰخرالمساجد بھی پیش کی جاتی ہے اور اسکے معنی یہ کیئے جاتے ہیں کہ مَیں آخری نبی ہوں یعنی میرے بعد نبوت شرعی و غیر شرعی کلیّۃً بند ہے (معاذاللہ) اب میرے بعد کسی قسم کا نبی بھی نہیں آسکتا۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے یہ ایک وہم ہے جس کا حل کئی طرح سے ہے ذیل میں ہم چند وجوہ اسکے ابطلان میں پیش کرتے ہیں:-

اوّل تو اسکا دوسرا جملہ "مسجدی اٰخرالمساجد" ہی ان معنوں کا ردّ کرتا ہے کیونکہ بموجب مذکورہ معنوں کے تو اسکے بھی یہ معنی ہونگے کہ میری مسجد کے بعد کسی قسم کی مسجد خواہ اس جیسی ہو یا کسی اور نوع سے ہو نہیں بنیگی۔ اگر بنیگی تو اُسکو مسجد کے نام سے پکارنا غیر صحیح اور جُرم ہوگا کیونکہ حضور صلعم (فداہ امی وابی) کے بعد کسی کو نبی کے خطاب سے پکارنا (بقول انکے) ظلم ہے ویسے ہی حضورؐ کی مسجد کے بعد کسی عمارت کو مسجد کہنا ظلم ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جس طرح آپکے بعد مدعی نبوّت بقول انکے کافر اور فاسق ہوتا ہے (معاذاللہ) ویسے ہی یہ دعویٰ کرنیوالا (کہ مَیں نے مسجد بنائی ہے۔ یا فلاں جگہ مسجد بنی ہے) بھی کافر اور فاسق ہوتا ہے مگر یہاں یعنی آخری جملہ سے تو وہ حکم زائل ہے (یعنی بانی مسجد یا مدعی مسجد کو کافر یا فاسق کہا جائے) تو جملہ اوّل (یعنی آپکے بعد مدّعی نبوّت کو کافر کہا جائے) سے بھی یہ حکم زائل ہُوا کیونکہ انکے نزدیک علّتِ حکم لفظ اٰخر ہی تھا لیکن انہی کی زبانی اگلے جملہ سے ثابت ہوگیا کہ علّتِ حکم لفظ اٰخر کو بنانا محض تحکّم ہے باقی اگر یہ کہا جائے کہ جملہ اوّل میں یہ علّتِ حکم ہونیکی صلاحیّت رکھتا ہے اور بعد میں نہیں تو یہ قیاس کے خلاف اور بعید از عقل اور ترجیح بلا مرجح کو مستلزم ہے کیونکہ یہاں کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں جو کہ اس وہم کی تائید کرے۔

وجہ ثانی اگر کلام عرب میں معمولی سا بھی غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ مذکورہ بالا معنی حدیث کے بالکل غیر صحیح ہیں بلکہ لفظ اٰخر کے معنی ہی کلام عرب میں اور آتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو دیوان حماسہ کی شرح جو مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی ہے ایک شخص کی مدح میں زمانہ جاہلیت کا شاعر کہتا ہے ؎

شریٰ وُدّی وشکری من بعید ؛ لِاٰخرِ غالبٍ ابداً ربیعٌ (حماسہ ص ۱۳۶)

ترجمہ:- ربیع بن زیاد نے میری دوستی اور میرا شکر دور بیٹھے ایسے شخص کے لئے جو بنی غالب میں آخر یعنی ہمیشہ عدیم المثل ہے خرید لیا۔

یہاں سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آخر کے معنی عدیم المثل کے آتے ہیں تو معنی حدیث کے یہ بنے کہ حضور صلعم (فداہ امی وابی) اپنی شان و کمال میں عدیم المثل نبی ہیں سو اس بات میں کسی کا اختلاف ہی نہیں دوسرے یہاں سے معلوم ہوا کہ نفی "آپکی مثل" کی ہے سو اسکا آپکے بعد کے زمانہ سے کوئی خاص تعلق نہیں بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ تمام بنی نوع انسان میں حضور عدیم المثل ہیں۔ تیسرے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ نفی آپ کی مثل کی ہے جو کہ خاص ہے اور نبوت کا مفہوم عام ہے کیونکہ آپکی مثل اور عدیم المثل (جیسے باقی نبی ہوئے ہیں) دونو پر صادق آتا ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوجایا کرتی جیسے بطخ نہیں تو بیاض (سفیدی) ہی نہ ہو یہ غلط ہے خاص کی نفی نفئ عام کو مستلزم نہیں ہوا کرتی۔ لیکن ثابت ہوا کہ یہاں آپ کی مثل کی نفی ہے نہ مطلق نبوت کی ✣

وجہ ثالث معترضین کے معنوں کا بطلان قرآن کریم کی کئی آیات سے واضح ہے یعنی اثبات نبوت کئی آیات قرآنی سے ثابت ہے ہم نمونہ کے طور پر ایک آیت پیش کرتے ہیں:-

یٰبنی اٰدم امّا یأتینّکم رسُلٌ مّنکم یقصّون علیکم اٰیٰتی فمن اتّقیٰ واَصلحَ فلا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون ہ

ترجمہ:- اے بنی آدم جب کبھی آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے بیان کرینگے تم پر میرے نشانات پس جو تقوےٰ اختیار کریں اور اصلاح پس نہیں ہوگا خوف اُنپر اور نہ ہونگے وہ غم کھانے والے۔

یہاں دو باتیں ثابت ہوئیں اوّل بنی آدم میں نبی آئینگے۔ دوسرے وہ انہی میں سے ہونگے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کونسے بنی آدم یہاں اللہ تعالیٰ نے مراد لئے ہیں۔ سو جاننا چاہیئے کہ صرف و نحو کی چھوٹی سے چھوٹی کتابوں میں بھی یہ قاعدہ مذکور ہے کہ نون تاکید جب بھی فعل مضارع پر داخل ہو تو اسکے معنی خاص زمانہ مستقبل کے کر دیتا ہے اب یہ بات تو ظاہر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ اظہر ہے کہ یہ آیت حضور صلعم (فداہ امی و ابی) پر نازل ہو رہی ہے تو بموجب اس مذکورہ بالا قاعدہ کے ثابت ہوا ۔ کہ بنی آدم سے مراد حضور ؐ کے بعد کے لوگ یعنی آپکی اُمّت ہے ۔

دوسرے یہ بات بھی حل ہو گئی "منکم" کے لفظ سے کہ نبی اسی اُمّت میں سے ہو گا کیونکہ منکم کی قید سے حضرت مسیح ناصری کا آسمان سے آنا یا اور کسی نبی کا اس اُمّت میں آنا صریحًا باطل ہو گیا۔ سو یہ دو باتیں حل ہو گئیں ایک یہ کہ آپ کے بعد یعنی آپکی اُمّت میں نبی آئینگے یہ بات (امّا یأتینّکم رسل) سے ثابت ہوئی۔ دوسرے انہی میں سے ہونگے نہ کہ حضرت مسیح ناصری یا اور کوئی یہ بات "منکم" سے ثابت ہو گئی ۔

دوسری شق :۔ اگر ہم بنی آدم کو خاص نہ کریں بلکہ عام ہی رہنے دیں اور منطقی رو سے دیکھیں تو آسانی سے شکل اوّل اور قیاس اقترانی بن جاتا ہے جو کہ بالکل صحیح ہے ۔

صغریٰ :۔ حضور صلعم کے بعد کے لوگ (آپکی اُمّت) بنی آدم ہیں ۔

کبریٰ :۔ اور بنی آدم میں نبوّت (بموجب حکم یا بنی آدم امّا یأتینّکم رسل منکم) جاری ہے ۔

نتیجہ :۔ حضور صلعم کے بعد (یعنی آپکی اُمّت میں) نبوّت جاری ہے ۔

یہ دونو مقدمے بالکل صحیح ہیں اور شکل اوّل منطقیوں کے نزدیک بدیہی الانتاج اور اعلیٰ شان کی شمار ہوتی ہے اس لئے قیاس بھی صحیح ہے اور نتیجہ بھی صحیح ہے اگر کسی منطقی کو شک ہو تو دلیل خلفی سے اسکی صحت و سقم کا امتحان کر لے یہاں وہ دلیل بخوف طوالت درج نہیں کی گئی سو مذکورہ بالا وجوہ سے ثابت ہو گیا کہ حدیث کے معنی جو عام طور پر کیئے جاتے ہیں بالکل باطل اور بعید از عقل ہیں ۔　　ادنیٰ خادم عبد اللہ بگولی (مولوی فاضل)

جسمانی اصلاح یسار کے بیٹے عطا کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم مسجد میں تشریف فرما تھے ایک آدمی اندر آیا جسکے سر اور داڑھی کے بال پریشان تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ فرمایا گویا آپ اسے سر اور داڑھی کے بالوں کی اصلاح کیلئے فرماتے ہیں وہ شخص تعمیل حکم کر کے جو آیا تو رسول اللہ ؐ نے فرمایا کہ یہ حالت اس ہیئت سے اچھی نہیں کہ ایک تمہارا بکھرے ہوئے بالوں سے آئے گو یا کہ وہ شیطان ہے ۔

تاجروں کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ تاجروں کا حشر فاجروں کے ساتھ ہو گا بجز اُن کے جو حرام سے بچیں ۔ جھوٹی قسم نہ کھائیں ۔ اور معاملہ کی راستی رکھیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باب کا جانشین

جناب سید علی محمد باب اور اُنکی شریعت کے متعلّق ریویو اور الفضل میں متعدد بار لکھا جاچکا ہے مگر کسی جگہ اسکے جانشین اور خلیفہ کے متعلّق مفصل طور پر روشنی نہیں ڈالی گئی۔ اور اگر اہل بہاء نے کبھی اسکے متعلّق کسی جگہ کچھ لکھا بھی ہے تو نہایت غلط تصویر پیش کی ہے۔ اس لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ باب کے جانشین کے حالات ناظرین رسالہ کے سامنے پیش کیئے جائیں۔ اس سے پہلے کہ میں اسکے حالات بیان کروں۔ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر بابیہ فرقہ اور اسکے بانی کے حالات بھی ناظرین کے سامنے رکھ دیئے جائیں +

بابیت کی ابتدا شیعہ فرقہ کے لوگ عام طور پر خلافت رسول کریم صلعم کو حضرت علیؓ سے شروع کرتے ہیں اور اپنے بارھویں امام پر آنکر ختم کرتے ہیں۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ اور یہ خیال کیئے بیٹھے ہیں کہ بارھواں امام زندہ اسی دنیا میں کسی جگہ موجود ہے گو کہ وہ سنہ ۸۷۴ء کے قریب وفات پاچکا ہے۔ مگر یہ لوگ ابھی تک اسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ مرا نہیں بلکہ عام لوگوں کی نظروں سے غائب اور پوشیدہ ہے۔ اور وہ ہی زمانہ آخر میں ظاہر ہوگا۔ اور وہی امام مہدی اور قائم آل رسول ہوگا۔ اور اسوقت کسی مصلحت کی بنا پر غائب ہوگیا ہے۔ اور یہ بھی خیال کرتے ہیں کہ امام غائب کبھی کبھی لوگوں پر ظاہر بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور جس شخص پر وہ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ اسکا رکن یا باب کہلاتا ہے۔ ابتدا میں جب وہ غائب مشہور کیا گیا۔ اسوقت اسکے چار باب تھے۔ انہی چار بابوں کے ذریعے وہ عام لوگوں سے بات چیت کرتا تھا۔ درمیانی زمانہ میں بھی کئی اور آدمیوں نے یہ ظاہر کیا کہ وہ امام غائب کے باب ہیں۔ بارھویں صدی میں ایک شیخ احمد احسائی صاحب ہوئے ہیں۔ انہوں نے امام غائب کے متعلّق بہت غلو کیا۔ اور شیخیہ فرقہ کی بنیاد ڈالی۔ اور کثرت سے لوگوں کو اس وہمی امام غائب کے انتظار میں لگادیا اور یہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ امام غائب ہی در اصل امام مہدی ہے اور امام مہدی کا ہر قول خدا کا قول ہوتا ہے۔ اور جس پر امام غائب ظاہر ہوتا ہے اسکا کلام چونکہ امام مہدی کا کلام ہی ہوتا ہے۔ اسلئے امام غائب کے رکن یا باب کا کلام اِن معنوں کی رُو سے خدا کا کلام ہوا۔ نہ اسوجہ سے کہ اسپر کوئی خاص وحی کا نزول ہوتا ہے +

سید کاظم علی شیخ احمد احسائی کی وفات کے بعد اسکا جانشین ایک سید کاظم علی صاحب کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بتایا گیا۔ اس شخص نے شیخیہ فرقہ کو ایران کے مختلف علاقوں میں اور عراق عرب اور کربلا وغیرہ میں خوب پھیلایا۔ اسکے مریدوں میں ایک نوجوان شیراز کا سید بھی تھا۔ جو کپڑے کی دوکان کرتا تھا۔ اس کا نام سید علی محمد تھا۔ جب یہ اپنے پیر کے پاس مقام کربلا میں گیا۔ تو وہاں پر یہ شخص قریباً ایک برس تک سید کاظم علی صاحب کے پاس رہا۔ اور اسی کے مریدوں میں جناب مرزا حسین علی صاحب بھی شامل تھے گویا سید علی محمد صاحب شیرازی اور جناب مرزا حسین علی صاحب بہاؔ پیر بھائی تھے اور دونو ہی شیخیہ عقائد کے خیال رکھتے تھے۔ سید علی محمد باب ایک خوبصورت نوجوان تھا۔ اعلیٰ درجہ کا ذہین بھی تھا۔ سید کاظم علی صاحب کی نظروں میں اس نے اِس ایک سال میں کافی سے زیادہ وقعت پیدا کر لی تھی۔ اور اسکے خاص الخاص مریدوں میں سے ایک مرید تھا۔ ایک سال کے بعد سید علی محمد اپنے وطن شیراز میں واپس آگیا۔ جب اسکے پیر سید کاظم علی صاحب کی وفات کا وقت قریب آیا تو اسکے مریدوں نے خلیفہ کے متعلق اس سے سوال کیا چونکہ سید علی محمد اسوقت وہاں پر موجود نہیں تھا۔ ورنہ از قوت وہ اسکو اپنا جانشین نامزد کر دیتا۔ اس نے یہ کہدیا کہ وہ خود بخود ظاہر ہو جائیگا۔ جب اسکی نشانیاں دریافت کی گئیں تو جو خاص خاص نشان سید علی محمد صاحب میں موجود تھے وہ اپنے مریدوں کو بتلا دیئے۔ اور معلوم دیتا ہے اسکا وطن شیراز بھی بتلا دیا۔ جب اسکی وفات ہو گئی اور تمام شیخیہ فرقہ والوں کو یہ معلوم ہو گیا کہ خلیفہ تو کوئی مقرر نہیں کیا البتہ اسکی ۱۹ نشانیاں وہ بیان کر گیا ہے۔ اسکے مرید خلیفہ کا انتظار کرنے لگ گئے۔ ایک بہت بڑا آدمی جو کہ سید کاظم علی صاحب کا دستِ راست تھا جس کا نام غالباً ملا محمد علی تھا۔ وہ خلیفہ کی تلاش میں مقام کربلا سے چلا۔ مختلف مقامات سے ہوتا ہوا سیدھا شیراز میں آیا۔ اور سید علی محمد صاحب کے مکان پر ہی آ کر ٹھیرا اور جب یہ دونو پیر بھائی اکٹھے ہوئے اور باتیں شروع کیں اور اپنے پیر کے خلیفہ نہ مقرر کرنے کا ذکر کیا۔ اور جب اس نے اس ظاہر ہونیوالے خلیفہ کی نشانیاں دریافت کی گئیں تو اس نے وہ سب نشانیاں بیان کر دیں جو سید علی محمد صاحب میں پہلے ہی موجود تھیں۔ اس بات کو سن کر اس نے فوراً ہی کہدیا کیا میں ہی تو وہ شخص نہیں ہوں۔ جس نے سید کاظم علی صاحب کا خلیفہ بننا ہے۔ اسپر اس نے کچھ تردد ظاہر کیا۔ مگر بعد میں فوراً ہی مان لیا کہ آپ ہی شیخیہ فرقہ کے امام اور سید کاظم علی صاحب کے خلیفہ ہیں ؎

سیدؔ علی محمد صاحب کے دعویٰ کی ابتدا

سید علی محمد صاحب کو اس شخص نے شیخیہ فرقہ کا امام مان لیا۔ اور سید صاحب کو بھی یقین ہو گیا کہ میرے سوا کوئی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شخص نہیں ہوسکتا۔ اس نے تمام شیخیہ فرقہ والوں کو اطلاع کرنے کے واسطے اسی شخص کو مقرر کیا۔ اور اسکا لقب باب الباب رکھا۔ یہ شخص بڑا جوشیلا انسان تھا۔ یہ ایران کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جلدی ہی پھر گیا اور تمام شیخیہ فرقہ والوں نے سید علی محمد صاحب کو اپنا امام اور سید کاظم علی صاحب کا خلیفہ تسلیم کرلیا یہ ہے سید علی محمدؐ صاحب کے دعویٰ کی ابتداء۔ شروع میں نہ تو اس نے باب ہونیکا دعویٰ کیا۔ نہ امام مہدی ہونیکا وہ مدعی ہوا۔ نہ کسی شریعت لانے کا وہ دعویدار بنا۔ صرف سید کاظم علی صاحب کا جانشین بننے کا مدعی تھا۔ اور اسکے بعد بابی لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ عرب میں بھی گیا اور شائید مکہ معظمہ میں بھی گیا ہو۔ عرب سے واپسی پر تمام شیخیہ فرقہ بڑے جوش و خروش کے ساتھ اسکا معتقد ہوگیا۔ اور چونکہ مرزا حسین علی بھی شیخیہ فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے بھی دوسرے لوگوں کی تقلید میں سید علی محمدؐ صاحب شیرازی کو اپنا امام تسلیم کرلیا۔

باب ہونیکی ابتدا

جب اسطرح سید علی محمد امام تسلیم کرلیا گیا۔ تو اس نے دعویٰ کیا کہ میں امام غائب کا باب ہوں اور امام غائب میرے ذریعے سے لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ جب لوگوں نے اسکو باب بھی مان لیا۔ تب اس نے خود ہی کچھ عرصہ کے بعد امام قائم اور امام مہدی ہونیکا دعویٰ کردیا۔ اور ایک نئی شریعت کی بنیاد ڈالنی شروع کی۔ مگر یہ کہیں بھی دعویٰ نہیں ملتا کہ اس نے کہا ہو مجھ پر بذریعہ فرشتہ یا جبرئیل وحی کا نزول ہوتا ہے۔ اس قسم کی وحی سے اہل بہا بھی انکار کرتے ہیں۔ مقالہ سیاح میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اسکی اور اسکے مریدوں کی پرجوش تقریروں کو سن کر لوگوں میں بے چینی پیدا ہونی شروع ہوئی اور باب نے بھی اپنے مریدوں کو جہاد کی تعلیم پر کار بند کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ سوائے البیان کے یا بابی فرقہ کی کتابوں کے باقی سب کتابیں جلادی جائیں۔ انکا پڑھنا اور پڑھانا حرام قرار دیدیا۔ لوگوں کے اموال پر۔ جائیدادوں پر قبضہ کرلینا حلال کردیا۔ اور جو لوگ باب پر ایمان نہ لائیں وہ واجب القتل ٹھہرائے گئے۔ متبرک مقامات کو گرانا جائز خیال کیا گیا۔ جیسا کہ البیان کے مطالعہ کرنے پر یہ سب باتیں معلوم ہوسکتی ہیں۔ مثلاً البیان باب دہم واحد ۴ میں البیان کے سوا باقی کتب پڑھنی اور پڑھانی منع کی ہیں۔ دوسری جگہ الباب السادس من الواحد السادس میں لکھا ہے البیان اور بابیوں کی کتابوں کے سوا سب کتابوں کو جلادو۔ نقطۃ الکاف میں لکھا ہے :۔ ایشان کسانے راکہ مومن بباب نبودند نجس و واجب القتل مے دانستند۔ مکاتیب عبدالبہا جلد ۲ صفحہ ۲۶۶ میں بھی لکھا ہے "در یوم ظہور حضرت اعلیٰ منطوق بیان ضرب اعناق و حرق کتب و اوراق ہدم بقاع و قتل عام الا من آمن و صدق بود" کہ باب کے وقت میں جو لوگ باب پر ایمان نہ لائیں انکی گردنیں اڑادی جائیں۔ قتل عام کیا جائے۔ کتابوں اور اوراق کو جلادیا جائے۔ جناب بہاء اللہ نے بھی لکھا ہے کہ کتابوں کو جلانے کا پہلے جو حکم تھا میں اب منسوخ کرتا ہوں۔ کتاب فروع مصنفہ باب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں لکھا ہے۔ "اے اصحاب ہر چہ را در بازار گرفتید بیارید من نظر نمایم تا حلال شود"۔ یعنی جو چیز تم بازار سے لوٹ کھسوٹ کر لاؤ۔ وہ میرے سامنے کر دو۔ وہ حلال ہو جائیگی"۔ اور اس تعلیم پر عمل بھی ہوتا تھا۔ نقطۃ الکاف صفحہ ۱۴۱ و ۱۵۰ میں ملتا ہے کہ مرید بغیر اجازت دوکانوں سے چیزیں اُٹھا لیتے تھے اور علی محمد باب کے سامنے لاکر اسکی نظر سے گذار کر حلال کرا لیتے تھے جب اس قسم کی تعلیم باب نے دینی شروع کی اور اسپر بابیوں نے عمل در آمد شروع کیا۔ اور امام مہدی کے متعلق بحث مباحثے شروع ہوئے تو لوگوں میں شورش پیدا ہوئی۔ لوگوں کا مال بابیوں نے لُوٹنا شروع کیا اور بعض جگہ لڑائی بھی ہوئی۔ کہیں ایرانی مارے گئے کہیں بابی مارے گئے۔ اس بات کو دیکھکر ایرانی حکومت نے اس فساد کے بانی مبانی کو قید کر دیا۔ تاکہ یہ شورش دب جائے۔ مگر کہاں۔ بابی لوگ بڑے پُرجوش واقع ہوئے تھے۔ جناب سید علی محمد باب کو واقع میں امام مہدی خیال کرتے تھے۔ اور امام مہدی اور امام قائم کے متعلق چونکہ روایات میں آیا ہے کہ وہ جہاد کریگا۔ جو اسپر ایمان نہ لائیگا قتل کر دیا جائیگا۔ اور اپنی زندگی میں ہی سب دنیا پر اسکے مرید غالب آ جائینگے۔ اِن خیالات کی بنا پر باب نے بھی یہ خیال کر لیا کہ وہ جلد ایرانی حکومت پر غالب آ جائیگا اور اپنے مریدوں کو بڑے جوش کے ساتھ جہاد کی تعلیم بذریعہ تحریر اور خطوط دینی شروع کی مریدوں کو بھی یہ وہم ہو گیا کہ اب ہم بادشاہ بنے۔ اب ہمارے قبضہ میں ایران آیا۔ اب ایران کی فتح کے بعد دیگر حصص دنیا پر ہمارا قبضہ ہوا۔ ہم ہی کُل دنیا پر حکومت کرینگے۔ حکومت۔ امارت۔ اور دنیا کے اموال پر قبضہ کا خیال ہی ایسا ہے کہ خواہ مخواہ لڑائی پر دل کو تیار کر لیتا ہے۔ بابیوں کو تو یہ یقین کامل ہو ہی گیا تھا۔ اسلئے انہوں نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ جہاد شروع کیا۔ اور اگر کوئی بابی بغاوت کے جُرم میں پکڑا جاتا۔ اور فرد جُرم لگ کر اپنی سزا پاتا۔ تو وہ نہایت خوشی سے اپنی جان دے دیتا تھا۔ اور اسی خیال کی وجہ سے ایران میں جہاں جہاں پر بابی کافی تعداد میں تھے۔ وہاں پر انہوں نے جمع ہو کر بغاوت کر دی۔ کئی مقامات پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ کئی مقامات پر ایرانی فوج کو قتل عام کے حکم کے ماتحت دل کھول کر قتل بھی کیا۔ کئی مقامات اور قلعوں پر قابض ہو کر مہینوں تک حکومت کی باقاعدہ فوج سے زبردست معرکہ آرائیاں بھی کیں۔ کہیں بابی غالب رہے۔ کہیں ایرانی حکومت غالب آئی۔ کہیں ایرانی مارے گئے۔ کہیں بابی کام آئے۔ جہاں اکیلا دوکیلا بابی عام لوگوں کے ہاتھ آ گیا وہاں لوگوں نے اس سے بُرا سلوک کیا اور جہاں کوئی ایرانی بابیوں کے ہاتھ چڑھ گیا۔ انہوں نے بھی کمی قتل کرنے میں نہیں کی۔ غرضیکہ ایسی حالت میں جب جناب باب کو یہ یقین ہو گیا کہ میں بھی قتل کر دیا جاؤنگا تو اس نے ایک وصیت لکھی اور اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔ اور اپنی متبرک اشیاء اپنے جانشین کے پاس روانہ کر دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب میں اس شخص کے حالات ناظرین رسالہ کے سامنے پیش کرتا ہوں جسکو سید علی محمد صاحب باب نے اپنا خلیفہ اپنی زندگی میں ہی بنا دیا تھا ؞

مرزا یحییٰ یا صبح ازل

جناب مرزا یحییٰ صاحب جسکا دوسرا نام "صبح ازل" اور "حضرت وحید" جناب باب نے رکھا تھا رشتہ میں جناب بہاء اللہ کا حقیقی چھوٹا بھائی تھا۔ یہ طہران کے قریب ایک بستی جسکا نام نور ہے۔ وہاں کے رہنے والے تھے۔ انکا باپ ایک عالم شخص تھا۔ اور شاید ایرانی حکومت میں کسی عہدہ پر بھی مامور تھا۔ اور بعض کا یہ خیال ہے کہ شاہی شہزادوں کو تعلیم و تربیت دیا کرتا تھا۔ اس نے دو شادیاں کی تھیں۔ ایک بیوی سے جناب بہاء اللہ پیدا ہوئے۔ اور دوسری سے جو کہ اسکی چاہتی بیوی تھی مرزا یحییٰ پیدا ہوا۔ یہ اپنے بڑے بھائی سے ۱۳ برس کے قریب چھوٹا تھا۔ ابھی مرزا یحییٰ چھوٹا ہی تھا۔ کہ اسکی ماں کا انتقال ہو گیا۔ اور پرورش کے لئے اسکے باپ نے جناب بہاء اللہ کی ماں کے سپرد کیا۔ جناب بہاء اللہ کی ماں کو اس سے نفرت تھی۔ اس نے مطلق کوئی توجہ اس کی پرورش کے لئے نہ کی۔ مرزا جانی نے ایک واقعہ جناب بہاء اللہ سے خود سنکر اپنی کتاب نقطۃ الکاف میں لکھا ہے۔ کہ جب اسکی ماں نے مرزا یحییٰ کی پرورش پر کوئی توجہ نہ کی۔ تو ایک رات خواب میں حضرت رسول کریم صلعم اور حضرت علی رضؓ کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے مرزا یحییٰ کو لانیکا حکم فرمایا۔

؞ حاشیہ۔ مرزا یحییٰ کے حالات تاریخ بابیہ نقطۃ الکاف سے لئے ہیں۔ جسکو پروفیسر براؤن نے شائع کیا ہے اس تاریخ کا مصنف مرزا جانی ایک راسخ بابی تھا۔ اور باب کے ابتدائی مریدوں میں سے ایک مرید تھا اسکے دو بھائی مرزا اسمٰعیل اور مرزا احمد بھی پکے بابی تھے ۱۸۴۷ء میں جبکہ باب ایک قیدی کی حالت میں کاشان لایا گیا اس نے سپاہیوں کو رشوت دیکر جناب باب کو دو دن اور رات اپنے ساتھ گھر پر رکھا۔ ۱۸۴۸-۴۹ء میں جبکہ شیخ طبرسی پر محاصرہ ہو رہا تھا۔ یہ بھی باغیوں کے ساتھ ملنا چاہتا تھا۔ مگر ناکام رہا اور صبح ازل اور اسکے بھائی کے ساتھ یہ بھی قید کر دیا گیا تھا٭ مثلاً صبح ازل۔ جناب مرزا حسین علی صاحب۔ حاجی سلیمان خان۔ ملا محمد علی۔ بنت یحییٰ۔ ملا شیخ علی جناب عظیم قرۃ العین شاعرہ۔ جناب قدوس سے ذاتی طور پر واقف تھا۔ اسوقت ہی اس نے اپنے چشم دید حالات بابی نقطۂ نگاہ سے لکھنے شروع کر دیئے تھے۔ یہ شخص بھی ۱۸۵۲ء کے قریب طہران میں ۲۷ بابیوں کے ساتھ پکڑا گیا اور بغاوت کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ ایسے شخص کی تاریخ کے متعلق اہل بہا یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی غیر نے لکھی ہے۔ یا نا قابل سند ہے۔ تاریخ جدید کے مصنف نے بھی بہت سے واقعات اس تاریخ سے لیکر لکھے ہیں۔ اور کچھ حالات میں نے پروفیسر براؤن سے لئے ہیں جو کہ صبح ازل

٭ ایران میں پہنچ ادھر ادھر گھومتا رہتا تھا۔ تمام بڑے بڑے بابیوں سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب بچہ انکے سامنے لایا گیا انہوں نے اسکو اپنی گود میں اُٹھایا۔ اسکو بوسہ دیا اور بشارت دی کہ یہ بچہ ہمارا اپنا بچہ ہے۔ اور حکم دیا کہ اس کی پرورش اور دیکھ بھال اچھی طرح سے کرو۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اسے امام مہدی کے پاس جانا ہے۔ جب جناب بہاء اللہ کی والدہ خواب سے بیدار ہوئی۔ اس کے دل میں بچہ کی بہت محبّت پیدا ہو گئی۔ اسوقت سے اس نے نہایت دلی محبّت کے ساتھ اس کی پرورش شروع کی۔ جب ذرا بڑا ہوا تو اس کی تعلیم اسکے بڑے بھائی کی طرح گھر پر ہی شروع کر دی۔ اور جب جناب بہاء اللہ کی ماں کا بھی انتقال ہو گیا۔ اسوقت سے مرزا یحییٰ کی پرورش اور تعلیم خود بہاء اللہ کرتا رہا۔ فارسی زبان میں بچپن میں ہی اس نے کافی مہارت پیدا کر لی تھی۔ مگر زبان عربی میں اس نے کوئی نمایاں ترقی نہ کی ؛

یہ شخص بچپن ہی سے خاموش طبیعت واقع ہوا تھا۔ دیگر بچوں کی صحبت میں رہنا اسکو پسند نہ تھا۔ دنیاداری سے بہت کم لگاؤ اسکو تھا۔ جب یہ ۱۴ برس کی عمر کو پہنچا۔ اسوقت سیّد علی محمد صاحب شیرازی نے اپنا پہلا دعویٰ کیا کہ مَیں ہی سیّد کاظم علی صاحب کا خلیفہ ہوں۔ چنانچہ مرزا حسین علی بہا بھی سیّد کاظم علی صاحب کا مرید تھا۔ اس لئے اس نے بھی دوسرے شیخیہ فرقہ والوں کی تقلید میں سیّد علی محمد صاحب کو اپنا پیرو مرشد مان لیا۔ اور پھر مرزا یحییٰ نے بھی اپنے بڑے بھائی سے حالات سن کر سیّد علی محمد صاحب کے مریدوں میں شمولیت اختیار کر لی ؛

صبح ازل کی جہاد میں شمولیت

صبح ازل یعنی مرزا یحییٰ ابھی بچہ ہی تھا کہ جناب باب نے اپنے مریدوں کو جہاد کی تعلیم دینی شروع کی۔ اور اسکے مرید پورے جوش و خروش سے اس جہاد کی تعلیم پر کاربند ہونے لگے اس دوران میں بابیوں کو حکم ملا۔ کہ خراسان میں جا کر علم جہاد بلند کریں۔ اور وہاں سے تمام ایران میں پھیل کر اسکو فتح کریں۔ تاکہ وہ روایت پوری ہو کہ امام مہدی خراسان سے خروج کریگا۔ اس حکم کو سن کر صبح ازل فوراً ہی تیار ہو گیا مگر اسکے بڑے بھائی نے اسکو جہاد میں شامل ہونے سے روک دیا۔ اور اس سے کچھ عرصہ بعد جناب مرزا حسین علی صاحب بہا بغرض جہاد مشہد کی طرف روانہ ہوئے۔ اور اپنے چھوٹے بھائی صبح ازل کو ساتھ لیتے گئے۔ راستہ میں وہ قرۃ العین سے ملے۔ یہ عورت بلا کی حسین تھی۔ شاعرہ تھی۔ عالمہ تھی! ایک فصیح اور جادو بیان لیکچرار تھی۔ اسی عورت کی وجہ سے ہزاروں بابیوں نے جہاد میں شامل ہو کر معرکہ آرائیاں کی ہیں۔ اور اس عورت کو دیکھ کر بابی لوگ جان تک دینے پر تیار رہتے۔ یہ بھی پہلے ہی سے فرقہ شیخیہ سے تعلّق رکھتی تھی۔ اور شادی شدہ تھی۔ مگر خاوند سے اچھی طرح بنتی نہ تھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب باب نے اپنا دعویٰ کیا۔ خاوند کو فوراً چھوڑ دیا اور باب کے مریدوں میں شامل ہوکر جگہ بجگہ تبلیغ کرنے لگ گئی۔ چونکہ بہت ہی حسین تھی۔ جب تقریر کرنے کھڑی ہوتی تھی تو نقاب کو الٹ کر سامنے آجاتی تھی۔ اور اسکی تقریر کو سن کر۔ اس کی شکل و صورت کو دیکھ کر لوگوں پر ایک قسم کا سحر ہوجاتا تھا۔ اور اسی عورت نے بابیوں میں جہاد کی سپرٹ بہت کثرت سے پیدا کی۔ آخر ایک دن پکڑی گئی اور بغاوت کے جرم میں ماردی گئی۔ اسی عورت کی خدمت میں جناب مرزا حسین علی صاحب اور مرزا یحییٰ بھی دیگر بابیوں کی طرح حاضر ہوئے۔ گو کہ اب اہل بہا یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ قرۃ العین جناب بہاء اللہ کی خدمت میں آیا جایا کرتی تھی۔ مگر نقطۃ الکاف میں صاف لکھا ہے کہ "درخدمت جناب طاہرہ رسیدند"۔ اور اسی عورت کی صحبت میں ایک عرصہ تک صبح ازل رہا۔ اور اس نے وہاں پر صبح ازل کو بہت اہم باتوں پر بڑے بڑے سبق دیئے ہیں۔ اور روحانی سلوک کی بہت منازل وہاں پر طے کرائیں +

بار فروش میں صبح ازل بابیوں کے نہایت محترم لیڈر جناب قدوس سے ملاقی ہوا۔ جناب قدوس کا درجہ بابیوں میں سب سے اوّل نمبر پر تھا۔ اس نے صبح ازل کو دیکھتے ہی اپنی تربیت میں لے لیا۔ اور اسکو روحانی امور پر تعلیم دینی شروع کی اور اپنی توجہ باطنی سے صبح ازل کو کیا سے کیا بنادیا +

شیخ طبرسی کے مقام پر بغاوت

جب بابیوں کے لیڈر قدوس نے شیخ طبرسی کے مزار پر زبردست بغاوت کی اور اس نے اس مقام کو ایک بڑے مضبوط مورچہ کی صورت میں تبدیل کرلیا۔ اور ایرانی فوج سے ایک لمبے عرصہ تک باقاعدہ لڑائی جاری رکھی۔ اسوقت اس نے صبح ازل اور اسکے بھائی کو اپنی مدد کے لئے بلایا یہ دونو باغیوں میں شامل ہونے کے لئے روانہ ہوگئے مگر چونکہ قدوس صاحب محاصرہ میں آئے ہوئے تھے۔ اسلئے یہ دونو بھائی چاہتے تھے کہ کسی طرح شیخ طبرسی کے مقبرہ میں چلے جائیں۔ اس کوشش کے دوران میں بہاء اللہ اور اسکے دیگر مددگار پکڑے گئے۔ صبح ازل رات کے وقت کسی جگہ بھاگ گیا۔ مگر صبح ہوتے ہی وہ بھی قید کرلیا گیا۔ لوگوں نے اس سے برا سلوک کیا۔ بعض نے اسکے مُنہ پر تھوک بھی دیا۔ صبح ازل کے ساتھیوں اور اس کے بھائی جناب بہاء اللہ کے کوڑے لگائے گئے۔ چونکہ صبح ازل بچہ ہی تھا وہ کوڑوں کی سزا سے بچ گیا۔ آخر کچھ عرصہ بعد وہ لوگ قید سے رہا کر دیئے گئے اور جناب قدوس ایرانیوں سے لڑائی کے دوران میں زخمی ہوگئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد وہ زخموں اور بھوک کی وجہ سے مر گئے اسوقت صبح ازل نے بہت غم و حزن کا اظہار کیا۔ اور اپنے مقدس لیڈر کی وفات کا اس نے اسقدر غم کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ تین دن تک وہ سخت بخار میں مبتلا رہا۔ مرزا جانی نے لکھا ہے تین دن کے بعد مسئلہ رجعت کے بموجب جناب قدوس کی روحانی طاقت صبح ازل میں آگئی۔ گویا صبح ازل اِن تین دنوں میں ایک معمولی بابی سے گذر کر نمبر اوّل پر آگیا ؎

صبح ازل کے باب کی خدمت میں خطوط

جناب قدوس کی وفات کے بعد صبح ازل نے خفیہ خفیہ چند خط جناب باب کی خدمت میں لکھے۔ جب باب نے اسکے خطوط کو پڑھا۔ اسکی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ خوشی و مسرت کے جذبات کی لہروں سے اسکا دل لبریز ہوگیا اور اس نے صبح ازل میں وہ بات دیکھی جسکی وہ تلاش میں تھا۔ اور دونو میں خط و کتابت ہونے لگی۔

جب سید علی محمد باب کو یہ یقین ہوگیا کہ وہ اب کسی طرح قید سے رہا نہیں ہوسکتا اور نہ کسی طرح اسکی جان بچ سکتی ہے اور دوسری طرف اس نے صبح ازل میں اپنی امید پوری ہوتی دیکھی تو اسکو حکم دیدیا کہ تو اپنی جان کی حفاظت کر۔ اور چاہے خواہ کوئی مرے یا مارا جائے۔ چاہے خواہ کوئی قید ہو یا رہا کر دیا جائے تیرے لئے حکم ہے کہ تُو اپنی جان کی حفاظت کر۔ اسوجہ سے کہ آئندہ اس کے دین کی بنیاد صبح ازل پر ہی قائم ہونی تھیں جیسا کہ صبح ازل نے اپنی خود نوشت سرگذشت بابیاں میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت فرمودند ان الازل یحفظ نفسہ ولو لم یؤمن بہ احد من العالمین۔ حقیر نہ ایں است کہ خود را دوست داشتم۔ لیکن حکم چنیں جاری شد تا آنکہ امور حق ثابت شود۔ و مدعیاں آشکار شوند و باطنہا بشہد آید۔ یعنی مجھے اپنی جان کی حفاظت کا حکم ملا ہے۔ مجھے اپنی جان عزیز نہیں اور میں موت سے نہیں ڈرتا۔ لیکن چونکہ حکم ایسا ہی ہے تاکہ امرِ حق ثابت ہو اور جھوٹے مدعی ظاہر ہو کر اپنی اندرونی حالت کا اظہار کریں۔ اور مرزا جانی کے قول کے مطابق اسکو حکم دیدیا کہ ناتمام البیان کو مکمّل تم کو ہی کرنا ہے۔ اور ایک وصیت لکھی۔ اور اسکو ایک بکس میں بند کرکے مُہر لگا کر ایک شخص کی معرفت دیگر متبرک اشیاء کے ساتھ صبح ازل کے پاس روانہ کردیں۔ ان متبرک اشیاء میں باب کی تمام تحریرات تھیں۔ اس کی نامکمّل شریعت کی کتاب البیان تھی۔ اسکا عصا۔ اسکی عبا اور اسکی انگشتری تھی۔ یہ سب چیزیں صبح ازل کے پاس روانہ کردیں۔ مگر مقالہ سیاح کا مصنف عبد البہاء عباس آفندی جو جناب بہاء اللہ کا بڑا بیٹا ہے لکھتا ہے۔ کہ یہ سب اشیاء جناب بہاء اللہ کی خدمت میں روانہ کیں۔ مگر یہ غلط ہے اور بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اسوقت باب کے وقت میں جناب بہاء اللہ کی کوئی ہستی ہی نہ تھی۔ اگر لوگوں میں کچھ عزت تھی تو اسکے بھائی صبح ازل کی وجہ سے تھی۔ ورنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ ایک معمولی آدمی بابیوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ غرضیکہ وصیت اور دیگر اشیاء صبح ازل کے پاس پہنچ گئیں۔ اسکو جناب باب نے اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین بنا دیا۔ اور صبح ازل کو ہی شریعت کی کتاب کے باقی حصے لکھنے کا حکم دیدیا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ باب کی کتاب البیان کن معنوں میں خدا کی طرف سے تھی۔ ایک خلیفہ کو شریعت کی کتاب کی تکمیل کا حکم ملتا ہے تمام بابیوں نے صبح ازل کو خلیفہ مان لیا۔ اور ان ماننے والوں میں صبح ازل کا بڑا بھائی ۔۔۔ مرزا حسین علی بھی تھا۔ ممکن ہے وہ حیران بھی ہوا ہو کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ کہ صبح ازل نوجوان ہے اور مجھ ایسے تجربہ کار۔ عالم۔ اور ہر طرح لائق۔ آدمی کو پوچھا بھی نہ گیا۔ اور صبح ازل کو خلیفہ بنا دیا گیا۔ خواہ کچھ بھی ہو۔ صبح ازل خلیفہ بن گیا اور وہ وصیت جو باب نے لکھی تھی۔ درج ذیل کی جاتی ہے۔ پروفیسر براؤن نے اسکو شائع کر دیا ہے اور اسکا فوٹو بھی لیکر چھاپ دیا ہے

الله اکبر تکبیرًا کبیرًا۔ ھذا کتاب من عند الله المھیمن القیوم الی الله المھیمن القیوم۔ قل کل من الله مبدؤن قل کل الی الله یعودون ھذا کتاب من علی قبل نبیل ذکر الله العالمین۔ الی من بعدل اسم الوحید ذکر الله العالمین۔ قل کل من نقطۃ البیان لیبدلون۔ ان یا اسم الوحید فاحفظہ ما انزل فی البیان۔ وامر بہ فانک لصراط حق عظیم۔ اس

وصیت کے ذریعے صبح ازل کو البیان کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اسکے مطابق حکم دینے والا۔ اور سچائی کی عظیم راہ پر قائم رہنے والا بتلایا ہے۔ اس وصیت میں علی قبل نبیل سے مراد علی محمد ہے نبیل کے الفاظ ابجد کے قاعدہ کے مطابق ۹۲ بنتے ہیں اور محمد کے الفاظ بھی ۹۲ ہوتے ہیں۔ اس لئے علی قبل نبیل دوسرے الفاظ میں علی قبل محمد یا علی محمد ہوا۔ وحید صبح ازل کا دوسرا نام تھا۔ جو کہ جناب باب نے اسکو دیا تھا۔ اور اس میں صاف اقرار کیا ہے یہ وصیت خدا کی طرف سے ہے۔ اہل بہا کہتے ہیں کہ محض مصلحت کی بنا پر صبح ازل کا نام مشہور کیا گیا تھا۔ تاکہ لوگوں کی توجہ جناب بہاءاللہ سے ہٹ کر صبح ازل کی طرف ہو جائے اور اس طریق سے بہاءاللہ کی جان بچ جائے گی اور وہ تکالیف میں نہ پڑیگا۔ یہ باتیں پیچھے سے جناب عبدالبہاء نے بنائی ہیں۔ ان کا بہائیوں کے پاس ہرگز ہرگز کوئی بھی ثبوت نہیں ہے۔ اگر کوئی ثبوت ہو تو جناب باب کی کسی تحریر سے دکھایا جائے کہ مصلحت کے ماتحت اسکا نام مشہور کیا جاتا رہا اور اصل مقصود جناب مرزا حسین علی صاحب ہی تھے۔ اور یہی وہ شخص ہے جس کو آئندہ ظاہر ہونا ہے۔ میرا خیال تو یہ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ بچارے باب کو کبھی شاید خواب یا خیال میں بھی یہ بات نہ سوجھی ہو گی جو آپ بنائی گئی ہے۔ اس نے کبھی جناب مرزا حسین علی کے متعلق شاید سوچا بھی نہ ہو کہ یہ بھی کوئی بڑی ہستی ہو گی۔ اور اگر واقعات کو دیکھا جائے۔ کہ یہ بات مصلحت کے ماتحت تھی یا نہیں تب بھی غلط ہی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے بعد لوگوں کی توجہ تو بیشک صبح ازل کی طرف ہوتی تھی۔ مگر کیا ۔۔۔ بہاء اللہ تکالیف سے بچ گیا۔ کیا وہ قید نہ کیا گیا۔ کیا اسکی جان بڑی مشکل سے روسی سفیر کی سعی سے نہ بچائی گئی۔ کیا وہ جلاوطن نہ کر دیا گیا۔ بس بہاء اللہ کو اس مصلحت کا کوئی فائدہ نہ ہوا اور اگر ہوا تو صبح ازل کو ہوا۔ کیونکہ وہ اسکے بعد نہ قید ہوا۔ نہ اسکی جان پر ایران میں کوئی حملہ ہوا بلکہ وہ محفوظ ہو گیا ؎

(باقی آئندہ)

عورت کی حیثیت مغرب میں

(مِس اے ڈکنسن کی زبانی)

"صنف نازک کی مفلسانہ حیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس کا باعث یہ ہے کہ ہر عورت کو بیوی ماں اور گھر کی منتظمہ کی حیثیت سے زندگی بسر کرنی پڑتی ہے اور یہ فرائض ایسے ہیں جنکی سر انجام دہی کے عوض میں نہ تنخواہ ملتی ہے نہ اجرت۔ یہ اعزازی مناصب ہیں اور انہیں خواہ واسطے پایۂ تکمیل تک پہنچانا پڑتا ہے میں مانتی ہوں کہ بعض معززہ اور مقتدر اشخاص ان تصریحات کو صحیح تسلیم نہیں کرینگے اور انکے خلاف اظہار احتجاج کرینگے۔ لیکن واقعہ یہی ہے کہ خواہ شوہر اپنی بیوی کو ہزار ہا چیزیں کیوں نہ لے دے پھر بھی اس کی اس شان میں فرق نہیں پڑتا۔ اسے کسی شے کی مالکہ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ مزدوری پیشہ شوہروں کی بیویوں کی حالت یہی ہے کہ وہ ایک پیسہ کو بھی اپنا پیسہ نہیں کہہ سکتیں۔"

عورت کی حیثیت اسلام میں

(مسٹر ٹامس آرنلڈ کی زبانی)

"صنف نازک کو جو مرتبہ اسلام نے مرحمت کیا ہے۔ کسی اور نظام تمدن نے ایسا عطا نہیں کیا۔ بطور مثال اسلام میں عورت کی اقتصادی حیثیت پر غور کرو۔ جب عورت کی شادی ہوتی ہے۔ تو اسکے والدین اور اسکا شوہر اپنی اپنی استطاعت کے بموجب مال و اسباب دیتے ہیں۔ والدین اور شوہر کے باہمی مشورہ سے عورت کیلئے مہر مقرر کیا جاتا ہے۔ عورت اس مال جائداد وغیرہ کی واحد مالک ہوتی ہے۔ اسے کامل اختیار ہوتا ہے۔ کہ اسے جس طرح چاہے خرچ کرے۔ اسے پورا حق ہوتا ہے کہ چاہے اس مال کو اپنے پاس رکھ چھوڑے۔ چاہے کسی اور جگہ رکھ دے۔ اور چاہے صرف کر دے۔ از روئے آئین کسی کو کوئی حق نہیں کہ اسے روک سکے۔ بحیثیت ماں۔ بہن اور بیوی ہونیکے اسے اپنے والدین۔ بھائیوں اور شوہر کے اثاثہ میں ورثہ کا حق حاصل ہے۔ اور وہ اس ورثہ کو جس طرح چاہے صرف کر سکتی ہے کیونکہ وہ اس کی مالکہ ہوتی ہے۔"

(پیغام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابطال الباطل

(یعنی خاکسار کے اشتہار مورخہ ۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۲۸ء مطبوعہ رسالہ الواعظ لکھنؤ نمبر ۴ جلد ۷ بابت اپریل ۱۹۲۸ء کے جواب میں فضلائے شیعہ نے الواعظ نمبر ۴-۵-۷ سنہ ۱۹۲۸ء میں جو مضامین تحریر فرمائے ہیں اُن پر تنقیدی نظر)

تمہیدی امور

(۱) اشتہار مذکور الصدر میں مَیں نے یہ دکھلایا تھا کہ شیعہ صاحبان نے امامت و عدل کو جو اصول دین میں داخل کر لیا ہے اسکے لئے اُنکے پاس کوئی قطعی دلیل موجود نہیں ہے۔ چونکہ یہ سوال مقدم طور پر تصفیہ طلب اور اہم ہے اسلئے فی الحال میں اسی سوال کے متعلق فضلائے شیعہ کے جوابات کی تنقید کرتا ہوں باقی سوالات مندرجہ نیاز نامہ مورخہ ۲۷ر فروری سنہ ۱۹۲۸ء مطبوعہ الواعظ نمبر ۴ جلد ۷ کے بارے میں انشاء اللہ پھر کسی وقت عرض کرونگا ؛

(۲) اس دینی مباحثہ میں فریقین کا فرض ہے کہ ضد و نفسانیت و آبائی تقلید چھوڑ کر تحقیق سے کام لیں۔ اور اپنے عقائد کو کتاب و سُنّت کے تابع بنائیں۔ جناب امیر کی آخری وصیّت یہ ہے وصیتی لکم ان لا تشرکوا باللہ شیئًا و محمد اصلی اللہ علیہ وسلم فلا تضیعوا سنتہ اقیموا ھذین العمودین وخلاکم ذم (نہج البلاغۃ) یعنی جناب امیر نے فرمایا میری وصیّت یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہ چھوڑو قائم کر لو ان دو عمودوں کو بس چھوٹ گئی تم سے بُرائی ؛

اصول کافی باب الاخذ بالسنۃ و شواہد الکتاب صفحہ ۳۹ میں لکھا ہے سمعت ابا عبد اللہ یقول کل شیٔ مردود الی کتاب اللہ فھو زخرف۔ یعنی راوی کہتا ہے کہ مَیں نے امام جعفر صادق کو فرماتے سُنا کہ ہر شے کتاب و سُنّت کی طرف رد کی گئی ہے یعنی ضرور ہے کہ ہر شے کتاب و سُنّت پر عرض کی جائے۔ اور جو حدیث کتاب اللہ کے موافق نہ ہو وہ ملمع یعنی ناکارہ ہے ؛

پھر اصول کافی کتاب العلم میں یہ روایت ہے سالت ابا الحسن موسیٰ عن القیاس فقال ما لکم والقیاس۔ یعنی راوی کہتا ہے مَیں نے امام موسیٰ کاظم سے قیاس کے بارے میں سوال کیا کہ جائز ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے شیعو تمھیں قیاس سے کیا کام ہے ؛

نیز اصول کافی کتاب العلم میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السّلام سے مروی ہے۔ کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ سبیلھا الی النار۔ یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا راستہ دوزخ کیطرف ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الظّٰلمون (سورۃ المائدہ آیت ۴۶) ترجمہ۔ اور جو نہ فیصلہ کرے اسکے ساتھ جو اُتارا اللہ نے بس وہی لوگ ہیں ظالم۔

پھر اسی سورہ میں دوسرے مقام پر فرماتا ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الفٰسقون (ترجمہ) اور جو نہ فیصلہ کرے ساتھ اسکے جو اُتارا اللہ نے پس وہی لوگ نافرمان ہیں۔

اسکا یہ مطلب نہیں کہ بحث عقائد میں ہم کسی حدیث کے ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ اُس حدیث کا قطعی اور یقینی طور پر ما انزل اللہ میں داخل ہونا ثابت کر دیا جائے دیکھو صفحہ

(۳) مجھے اپنی ہیچمدانی کج مج زبانی ژولیدہ بیانی کا اعتراف ہے۔ مخالف الرائے صاحبان گو علمائے شیعہ ہوں یا دیگر حضرات۔ اگر میری کم علمی و بے بضاعتی پر خندہ زنی فرمائیں۔ اور خاکسار کی صوری و معنوی نقائص پر پھبتیاں اُڑائیں تو مجھ نیازمند کو اسکی کچھ پروا نہیں۔ چونکہ مَیں نے ایک حدیث نبوی کُتب احادیث میں دیکھی ہے جسکے الفاظ یہ ہیں بلغوا عنی ولو آیۃ۔ اسلئے مَیں دینی سلسلہ میں جس بات کو حق سمجھتا ہوں اُسے تبلیغی طور پر بلا خوف لومۃ لائم پبلک کے سامنے پیش کر دیا کرتا ہوں اور اس عمل خیر کو اپنے لئے ثواب عظیم کا موجب بلکہ نجات کا ذریعہ جانتا ہوں واللہ علیمٌ بذات الصّدور۔ اگر میری اس ناچیز کوشش سے کسی سعید روح کو کچھ فائدہ پہنچ جائے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ بس میرا کام بن گیا اور مَیں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ وانما الاعمال بالنیات۔

(۴) چونکہ مَیں نے محسوس کیا ہے کہ اپنے آبائی عقیدہ کے موافق میری ناقابلیت اور ژولیدہ بیانی کی وجہ سے میرے مخاطب یعنی مجیب صاحبان کو میرے اشتہار کا مطلب سمجھنے میں کچھ پیچیدگیاں لاحق ہوئیں اور دقتیں پیش آئی ہیں۔ اور اس وجہ سے اُنکو بعض غیر متعلق امور پر بہت زیادہ خامہ فرسائی کی بے فائدہ زحمت گوارا کرنی پڑی ہے لہٰذا مَیں مناسب سمجھتا ہوں کہ جوابات کی تنقید شروع کرنے سے پہلے اپنے اشتہار کا خلاصہ مطلب نہایت صاف اور سلیس الفاظ میں مع بعض تشریحات ضروریہ اس مضمون میں بیان کر دوں تاکہ قارئین کرام اور مجیبین عالی مقام کو آئندہ مطلب فہمی میں آسانی ہو۔ اسلئے چند سطور درج ذیل ہیں:

خلاصہ اشتہار مورخہ ۱۴ر جنوری ۱۹۲۸ء

(۱) اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ والکتٰب الذی نزّل علٰی رسولہ والکتٰب الذی انزل من قبل ط ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضلالًا بعیدا ہ

(۲) فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقد اھتدوا ۔ع

(۳) پھر فرمایا ہے ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وھو فی الاٰخرۃ من الخٰسرین

حاصل معنی آیات مذکورہ یہ ہے کہ قرآن کریم صرف پانچ چیزوں کا نام لیکر انپر ایمان لانیکی تاکید کرتا ہے۔ (یعنی بطور اصول دین باقی ایمانیات فروع ہیں یا یہ اجمال ہیں بقیہ امور شرع تفصیلات۔) اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں۔ توحید۔ رسالت۔ کتب۔ ملائکہ۔ معاد۔ جو ایسا ایمان لائے وہ ہدایت یافتہ ہے۔ جو اس ایمان (یعنی مذکور الصدر اصول دین پر ایمان) کا منکر ہو اُسکے اعمال اکارت جائینگے۔ اور وہ آخرت میں زیان کاروں میں شمار کیا جائیگا ؀

ایمان مذکور الصدر کے خلاف جو عقائد اور اعمال ہوں وہ بیکار ہیں۔ خواہ وہ عقائد محبت اہلبیت کے رنگ میں ہوں یا ادائے فرائض کی صورت میں ؀

نصوص قرآنیہ مذکورہ بالا کے خلاف شیعہ صاحبان نے عدل اور امامت کو بھی بدلیل قطعی اصول دین میں داخل کر لیا ہے شیعہ صاحبان کے پاس اگر عدل و امامت کو اصول دین مذکورہ میں اضافہ کرنیکی کوئی دلیل قطعی ہے تو پیش کریں۔ شیعوں کی اصطلاحی امامت غیر نبوت ہے یعنی امام کا درجہ نبی کا درجہ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو مسلمان بناتے تھے تو توحید و رسالت۔ کتب۔ ملائکہ۔ معاد کی ہی تلقین فرماتے تھے (خواہ تدریجی طور پر ہی کیوں نہ ہو) مگر شیعہ کہتے ہیں کہ جب تک امامت و عدل پر بھی توحید رسالت کتب۔ ملائکہ۔ معاد کی طرح کوئی ایمان نہ لائیگا جنتی نہیں ہو سکتا ؀

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے متعلق قرآن کریم میں جو امام کا لفظ آیا ہے اُس سے مراد نبوت[1] ہے اور شیعوں نے جس امامت کو اصول دین میں داخل کیا ہے وہ (مجیب صاحبان کے اقرار کے مطابق) نبوت نہیں ہے ؀

---

[1] صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ صہ ۲۷ میں حدیث ہے۔ سمعت ابا عبد اللّٰہ علیہ السلام یقول ان اللّٰہ تبارک وتعالٰی اتخذ ابراھیمؑ عبدا قبل ان یتخذہ نبیا و ان اللّٰہ اتخذہ نبیا قبل ان یتخذہ رسولًا و ان اللّٰہ اتخذہ رسولا قبل ان یتخذہ خلیلا و ان اللّٰہ اتخذہ خلیلاً قبل ان یجعلہ اماما۔ (ترجمہ) راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادقؑ سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالٰی نے پہلے ابراہیمؑ کو بندہ صالح بنایا قبل اسکے کہ انکو پیغمبر بنائے اور اللہ نے انکو نبی بنایا قبل اسکے کہ انکو رسول بنائے اور اللہ تعالٰی نے انکو رسول بنایا قبل اسکے کہ انکو خلیل بنائے اور اللہ نے انکو خلیل بنایا قبل اسکے کہ انکو امام بنائے۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیعہ تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ پس اُنکے عقیدہ کے مطابق لازم آتا ہے کہ اُمتِ محمدیہ تمام کی تمام ظالم ٹھیرے (یعنی لا ینال عھدی الظالمین سورۃ البقرہ آیت ۱۲۴ کی مصداق قرار پائے) علاوہ ازیں اس عقیدہ سے ائمہ اہل بیت کی بھی ہتک ہوتی ہے۔ اگر شیعہ صاحبان کہیں کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں انکے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا اسلئے ائمہ اہلبیت بھی نبی نہیں ہو سکتے تو اُنکو سوچنا چاہیئے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی نسبت اُنکا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلّم کے (بحیثیت نبی تابع شریعت محمدیہ) دنیا میں پھر تشریف لائینگے اور روئے زمین سے کفر مٹا ئینگے یہانتک کہ تمام دنیا کا ایک مذہب بنائینگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا حضرات ائمہ علیہ السّلام کی نبوت (تابع شریعت محمدیہ) کا مانع کیونکر ہو سکتا ہے ؛

پس شیعہ صاحبان اگر امامت ائمہ اہلبیت کو نبوّت (تابع شریعت محمدیہ) قرار دیں تو وہ اصول خمسہ توحید و رسالت۔ کتب۔ ملائکہ۔ معاد میں داخل ہو سکتی ہے ورنہ مخالف نص صریح ہے ؛

ہاں شیعہ صاحبان جب امامت (اصطلاحی) کو نبوّت قرار دیں تو پھر اُنکا فرض ہوگا کہ وہ وحی دکھلائیں جو ائمہ پر نازل ہوئی اور جسمیں اللہ تعالیٰ نے اُنکو نبی کہکر پکارا ہو اور ائمہ علیہم السّلام نے اُس وحی کی اشاعت کی ہو اور لوگوں کو اپنی نبوت کی دعوت دی ہو۔ ورنہ شیعہ صاحبان کا حضرات ائمہ علیہم السّلام کو صرف نبی یا نبیوں سے افضل کہدینا مفید نہ ہوگا ؛

اس اشتہار کا جواب تین شیعہ فاضلوں نے علیحدہ علیحدہ تحریر فرمایا ہے جنمیں سے اوّل خود بدولت جناب حکیم سیّد قاسم علیصاحب عمدۃ الافاضل مدیر رسالہ الواعظ لکھنؤ ہیں۔ اُنکا جواب الواعظ نمبر ۸ جلد ۷ میں شائع ہوا ہے۔ دوم جناب مولوی لعل علیصاحب حیدری واعظ۔ سوم جناب مولوی سیّد علی نقی صاحب صدر الافاضل ہیں۔ ان دونو صاحبوں کے جوابات نمبر ۹ اور نمبر ۷ جلد ۷ میں علی الترتیب شائع ہوئے ہیں۔ اوّل اور دوم صاحبان کے جوابات ایک پہلو سے مضمون واحد ہونیکے مصداق ہیں۔ تیسرے صاحب کا جواب ایک نئی اور نرالی ادا دکھا رہا ہے۔ مگر ہر سہ مجیب صاحبان کے مضامین پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالنے سے کُل مضامین کا دو حصوں میں منقسم ہونا پایا جاتا ہے۔ یعنی ایک حصہ میں تو مشتہر کے سوالات کے جوابات ہیں اور دوسرے حصہ میں امامنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر چند اعتراضات ہیں ؛

بغرض سہولت ناظرین میں پہلے اوّل حصہ مضمون مذکور پر یکجائی تنقید کرونگا اُسکے بعد دوسرے حصہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مضمون پر۔ وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان وھو المستعان ✦

فاضل مدیر الواعظ کے اقوال

(۱) "بیشک خداوند عالم عز اسمہ نے ان پانچ چیزوں (یعنی توحید۔ رسالت۔ کتب۔ ملائکہ۔ معاد) پر ایمان لانے کی تاکید فرمائی ہے اور ان پانچ چیزوں پر ہم دل سے ایمان رکھتے ہیں (الواعظ نمبر ۴ جلد ۷ صفحہ ۱۷)

(۲) "بیشک اثنا عشری شیعوں کے اصول خمسہ یہی ہیں (یعنی توحید۔ عدل۔ نبوت امامت۔ قیامت) اور انہیں پر ان کے ایمان کا دارومدار ہے جن میں سے تین اصول دین ہیں یعنی توحید۔ نبوت۔ معاد۔ اور دو اصول مذہب ہیں یعنی عدالت۔ امامت۔ پانچوں کو تغلیباً اصول دین کہتے ہیں (الواعظ نمبر ۴ جلد ۷ ص ۱۷)

(۳) "چونکہ منجملہ ماجاء بہ النبی کے ایک امامت بھی ہے جو ہماری احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور بعد نبی حفظ شرع نبی کے لئے عقلاً ضروری ہے لہٰذا اعتقاد امامت ائمہ بھی لابدی وضروری ہے (ایضاً ص ۱۸)

(۴) بیشک اصول دین وہی تین ہیں اور یہ دونو اصول مذہب ہیں لیکن ان دونو کو اسلئے داخل اصول کر دیا ہے کہ ہمارے منکرین ان معنوں سے ان دونو کے معترف نہیں ہیں۔ (الیٰ قولہ) تاکہ ہم میں اور ہمارے مخالفین میں تفرقہ ہو جائے (ایضاً ص ۲۰)

جناب مولوی لقاء علی صاحب حیدری واعظ کے اقوال

(۱) بیشک اصول دین کا منکر کافر ہے اور اصول دین کے کسی ایک چیز کا منکر بھی کافر ہے لیکن اصول مذہب میں سے کسی اصل کا منکر کافر نہیں ہے۔ (الواعظ نمبر ۵ جلد ۷ ص ۳۴)

(۲) اگر مراد آپ کی غیر نبوت سے امامت ہے تو فاضل مدیر الواعظ آپکے اشتہار کے جواب میں ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ واضح کر چکے ہیں کہ امامت تصدیق ماجاء بہ النبی کا ثمرہ ہے اور اسی کی فرع بلکہ مرتبہ لازم وملزوم میں ہے (ایضاً)

تنقید

دونو فاضل مجیبوں کے بیانات مندرجہ بالا سے حسب ذیل امور نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہوتے ہیں:

(۱) قرآن کریم سے توحید۔ رسالت۔ کتب۔ ملائکہ۔ معاد یہی پانچ اصول دین ثابت ہیں ✦

(۲) امامت اور عدل فی الحقیقت اصول دین نہیں ہیں صرف اصول مذہب ہیں یعنی اکابر شیعہ نے فرقہ شیعہ کی ایک امتیازی علامت قرار دینے کے لئے اپنی عقل ورائے سے امامت وعدل کو اصول دین میں داخل کر دیا ہے ✦

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) ائمہ اثنا عشر کی امامت بالتخصیص قرآن سے ثابت نہیں شیعہ اس مسئلہ کو اپنی احادیث صحیحہ کی بنا پر مانتے ہیں ؛

(۴) ائمہ کی امامت کا منکر کافر نہیں کیونکہ اصول مذہب میں سے کسی اصل کا منکر کافر نہیں ؛

(۵) امامت نبوّت نہیں ہے ہاں اسکی ایک فرع ہے۔ یعنی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے تمام ارشادات کا ماننا ضروری ہے اسی طرح امامت کے متعلق ارشاد کا ماننا بھی ضروری ہے؛

مَیں ہر دو فاضل مجیبوں کو انکی وسعت قلبی روشن خیالی حق پسندی اور حق گوئی پر بشرطیکہ وہ تقیہ یا پالیسی پر مبنی نہ ہو مبارکباد دیتا ہوں مگر تاہم سخت افسوس کے ساتھ اس امر کے اظہار پر مجبور و معذور ہوں کہ میرا روئے سخن صرف انہیں دو بزرگ ہستیوں کے مذہب خاص تک محصور نہیں - بلکہ میرے سوال میں وہ اہمی امر جو تحقیق طلب اور مقصود بالذات ہے وہ یہ ہے کہ جمہور امامیہ اثنا عشریہ کا متفق علیہا عقیدہ یا راجح و منصور مذہب مسئلہ امامت (یعنی اسکے اصول دین میں داخل ہونے یا نہ ہونے کے) متعلق کیا ہے۔ اور مَیں دیکھتا ہوں کہ عامۂ جماعت شیعہ اسبارہ مَیں آپ سے متفق الخیال نہیں۔ کیونکہ متقدمین و متاخرین سے انکو تعلیم ہی ایسی ملی ہے) چنانچہ مَیں اس تعلیم پر انکے چند اقوال درج ذیل کرتا ہوں :-

(۱) شیخ الطائفہ محقق ابن بابویہ فرماتے ہیں :-

(۱) واعتقادنا فی من جحد امامۃ امیر المؤمنین علی بن ابیطالب والائمۃ من بعدہٖ جحد نبوۃ جمیع الانبیاء ؛

(۲) واعتقادنا فی من اقر با میر المؤمنین وانکر واحدًا من بعدہٖ من الائمۃ انہ بمنزلۃ من اقر بجمیع الانبیاء وانکر نبوۃ محمدؐ

{ترجمہ اُردو عقائد شیخ صدوق
مطبوعہ اثنا عشری دہلی}

(۱) اعتقاد ہمارا اُس شخص کے بارے میں جس نے امیر المومنین علی بن ابیطالب اور اُنکے بعد کے اماموں کی امامت کا انکار کیا یہ ہے کہ اُس نے تمام انبیاء کی نبوّت

(۲) اور اعتقاد ہمارا اُس شخص کے بارے میں جس نے امیر المومنین کی امامت کا اقرار کیا اور اُنکے بعد کے اماموں میں سے کسی ایک کا انکار کیا- وہ بمنزلہ اُس شخص کے ہے جس نے تمام انبیاء کی نبوّت کا اقرار کیا مگر نبوّت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا انکار کیا۔

(۲) خاتم المحدثین شیعہ ملا باقر مجلسی صاحب حیات القلوب میں زیر تفسیر آیت کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم تحریر فرماتے ہیں :-

"در ترک لفظ اطیعوا میان رسول واولی الامر

چھوڑ دینا لفظ اطیعوا کو درمیان رسول اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشعر است باینکہ مرتبہ امارت نظیر مرتبہ نبوّت
و مثل آنست بلکہ چنانچہ نبوّت رسالتے است
از جانب خدا بوساطت ملک امامت نیز فی
الحقیقت نبوتے است بوساطت نبی و
بایں سبب اطاعت اولی الامر اطاعت است
بہ نبی پس بایں سبب اطیعوا درمیان متوسط
نشدہ بخلاف مرتبہ نبوّت کہ ہر چند بالاترین مراتب
است مثل مرتبہ الوہیت نیست و توسط اطیعوا
میان لفظ جلالہ و رسول اشارہ است بایں۔"
(حیات القلوب جلد ۳ ص۲)

اولی الامر کے اس بات کی خبر دیتا ہے کہ مرتبہ امارت
مثل مرتبہ نبوت ہے بلکہ جس طرح نبوّت خدا کی طرف
سے ہے فرشتے کی وساطت سے امامت بھی فی
الحقیقت نبوّت ہے نبی کی وساطت سے
اور اسی سبب سے اولی الامر کی اطاعت نبی کی اطاعت
ہے پس اس سبب سے اطیعوا درمیان رسول اور
اولی الامر کے نہیں لایا گیا بخلاف مرتبہ نبوت کے
کہ اگرچہ یہ نہایت بلند مرتبہ ہے پھر بھی مثل مرتبہ الوہیت
کے نہیں ہے اسی اشارہ کے لئے لفظ اللہ اور
رسول کے درمیان لفظ اطیعوا لایا گیا ہے۔

خط کشیدہ الفاظ سے ظاہر ہے کہ خاتم المحدثین ملا باقر مجلسی کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف نبوّت تشریعی ختم ہوگئی ہے غیر تشریعی نبوّت باقی ہے۔ اور آخر الذکر نبوّت آیہ خاتم النبیین کے منافی نہیں بلکہ اس قسم کی نبوّت کا سلسلہ جاری ہے۔ اور حضرات ائمہ علیہم السلام سب کے سب انبیاء تابع شریعت محمّدیہ تھے یہی وجہ ہے کہ شیخ صدوق ائمہ اہلبیت علیہم السلام میں سے کسی ایک امام کی امامت کے انکار کو ایسا ہی سمجھتا ہے جیسے نبوّت انبیاء کا انکار۔

ملا مجلسی صاحب نے جلاء العیون میں ایک حدیث نقل کی ہے اور اُس پر کوئی جرح نہیں کی اُس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نبی تابع شریعت محمّدیہ ہو سکتا ہے وہ حدیث یہ ہے "حضرت رسول نے اپنے آخر مرض میں جناب فاطمہ سے کہا.... پیغمبر کے گھر مرنے میں گریبان چاک کرنا نہ چاہیئے اور بال نوچنے نہ چاہئیں۔ اور واویلا نہ کہنا چاہیئے ولیکن وہ کہنا جو تیرے باپ نے اپنے بیٹے ابراہیم کے مرنے میں کہا کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل دردمند ہے اور میں وہ نہیں کہتا کہ موجب غضب پروردگار ہو اے ابراہیم میں تجھ پر اندوہناک ہوں اور اگر ابراہیم زندہ رہتا تو لازم تھا کہ پیغمبر ہوتا۔ (ترجمہ اُردو جلاء العیون جلد ۱ ص۲۴)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ باب اوّل میں شیعوں کے ایک غالی فرقہ مفضلیہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھا۔ کہ " مذہب ایشاں آنست کہ نبوۃ و رسالۃ منقطع نمیشود ہر کہ را اتحاد بالاہوت حاصل شد نبی است و اگر ارشاد عالم و ہدایت ضالین بیشتر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گرفت رسول است و لہٰذا در میان ایشاں مدعیان نبوّۃ و رسالہ بسیار گذشتہ اند" (تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ مطبع نولکشور ص۱۸) یعنی انکا مذہب یہ ہے کہ نبوّۃ و رسالت منقطع نہیں ہوتی جسکو خدا سے اتحاد حاصل ہو گیا وہ نبی ہے اور اگر خلق کی رہنمائی اور گمراہوں کی ہدایت اُس نے اپنے ذمّہ لی تو وہ رسول ہے اسلئے اس فرقہ میں بہت لوگ نبوّۃ و رسالت کے مدعی گذرے ہیں +

اسکے جواب میں علامہ مرزا محمدؐ صاحب کشمیری نے اپنی کتاب نزہتہ اثنا عشریہ جلد اوّل میں تحریر فرمایا :- "اگر مراد ازیں کلام اینست مذہب مفضلیہ اینست نبوت و رسالت تشریعی منقطع نمیگردد غیر مسلم است واگر مراد نبوّت و رسالت تعریفی بس مسلّم است محذورے ندارد چہ محققین فن رجال تصریح نمودہ اند کہ ایں جماعت صوفیہ بود ند صوفیہ نبوت و رسالت را بر دو قسم منقسم ساختہ اند تشریعی و تعریفی تشریعی را منقطع و تعریفی را غیر منقطع میدانند" شیخ محی الدین عربی در فصوص الحکم فرمودہ فان الرسالة والنبوة اعنی نبوّة التشريع و رسالته تنقطعان والولاية لا ينقطع ابدا الی آخر ما قال سیّد علی ہمدانی در شرح فصوص میفرماید یعنی نبوّت و رسالت دو قسم است یکے تعلق بتشریع دارد کہ آں اوامر و نواہی است از حق بر خلق بواسطۂ انبیاء و آں انقطاع پذیرا ست و قسم دیگر خبر دادن از اسرار غیب و اظہار اسرار عالم ملکوت و کشف اسرار ربوبیت و آں منقطع نیست و آں را انبا گویند۔ انتہیٰ کلامہ" (نزہتہ اثنا عشریہ جلد ۱ مطبوعہ مطبع جعفری لکھنؤ جلد ۱ صفحہ ۱۷۱)

حاصل معنی۔ اگر مراد اس کلام سے یہ ہے کہ مذہب مفضلیہ کے مطابق نبوّت و رسالت تشریعی منقطع نہیں ہوئی تو غیر مسلّم ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ نبوّت و رسالت تعریفی منقطع نہیں ہوئی تو مسلّم ہے مگر اس میں کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ محققین فن رجال نے تصریح کی ہے کہ یہ جماعت صوفیہ تھی۔ صوفیہ نے نبوّت و رسالت کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔ تشریعی اور تعریفی۔ تشریعی کو منقطع اور تعریفی کو باقی جانتے ہیں۔ شیخ محی الدین عربی نے فصوص الحکم میں فرمایا ہے کہ نبوّت و رسالت تشریعی ختم ہو گئی اور الولایة (یعنی نبوّت و رسالت غیر تشریعی) کبھی منقطع نہ ہوگی۔ (آخر تک جو کچھ کہا)

سیّد علی ہمدانی شرح فصوص میں فرماتے ہیں کہ نبوّت و رسالت کی دو قسمیں ہیں ایک شریعت سے تعلق رکھتی ہے جو اوامر و نواہی ہے حق کی جانب سے خلق پر انبیاء کے واسطے سے اور وہ منقطع ہو سکتی ہے اور دوسری قسم خبر دینا ہے اسرار غیب سے اور ظاہر کرنا اسرار عالم ملکوت کا اور کھولنا اسرار ربوبیت کا اور وہ منقطع نہیں ہے اور اسکو انباء کہتے ہیں۔ تمام ہوا کلام سیّد علی ہمدانی کا +

(باقی آیندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ کے اخبارات

۱- احمدیہ گزٹ :- نظارتوں کی رپورٹیں و اعلانات — ماہوار عہ سالانہ

۲- الفضل :- حضرت امام کے کلمات طیبات - تقاریر خطبات جمعہ شائع کرتا ہے - ہفتہ میں ۲ بار ہشے ؍ ”

اس کا خاتم النبیین نمبر خدا کے فضل سے نکل چکا ہے قیمت پرچہ ۲۶ سے ۱۰۰ تک ۴؍ — ” فی پرچہ ۵؍

۳- ریویو آف ریلیجنز اردو :- تائید احمدیت یعنی اسلام پر علمی مضامین — ماہوار ہے ؍ سالانہ

۴- ” ” انگریزی :- لنڈن سے نکلتا ہے — ” ؎ ”

۵- سن رائز :- نوجوانوں کو اسلام پر مضبوط رکھنے کے لئے — پندرہ روزہ عہ ؍ سالانہ عہ ؍ طلباء کے

۶- مصباح :- خواتین سلسلہ احمدیہ کا اخبار مہینے میں دو بار — ؏ ؍ سالانہ

چند ضروری و مفید رسالے

معارف القرآن ۸؍ - براہین العقائد ۸؍ - الاستخلاف ۴؍ - کمالات احمدیہ ۶؍ - مقصد مذہب ۳؍
التشریح الصحیح ۶؍ - پیغام حق ۲؍ - مباحثہ سرگودہ ۶؍ - مجمع البحرین ۴؍ - اسلام کی اندرونی تصویر
اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سروشکتیمان ۳؍ - بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض ۱؍
بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ دلائل عقلیہ و نقلیہ ؍ - مسیح موعود و اُمت محمدیہ ۱۰؍ - ذبیحہ گائے
اور ہندوؤں کے وید شاستر ؍ - آریہ سماجی اور گاندھی جی ؍ - شیعہ سوراج اور تناسخ قابل اخراج
چند کار آمد حوالے ؍ اول و دوم ۱؍ - کفارہ ۱؍ - انجمن تائید اسلام کے رسالہ کا جواب ؍ - عالمگیر
مذہب (پنج معیار) ؍

نقشہ اجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز — کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اسکو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے اور اسکے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقع ہے ÷ ضمیمہ ۲ صفحہ ۱۲ ارسینٹی میٹر کے سائز کا ہوگا - اور اُجرت حسب ذیل ہے :-

	ایک صفحہ		نصف صفحہ	
سالانہ	۴۰ روپے		۲۴ روپے	
چھ ماہ	”	۲۴ ”	”	۱۲ ”
تین ماہ	”	۱۲ ”	”	۷ ”

فی اشاعت ایک صفحہ ½ ۴ روپے ÷ نصف صفحہ ½ ۲ روپے ÷ فی سطر ۴؍

(مینیجر ریویو اردو قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن کی

سخت امراض کی

مجرّب پیٹنٹ دوائیں

ٹریڈ مارک رجسٹرڈ نمبر ۱ SKB

قیمت بارہ آنہ | عرق پودینہ (نمبر) | قیمت ۱۲/

(امراض ریاحی کے لئے اس سے بہتر دوسری دوا نہیں)

یوں تو اس عرق میں سبز اور تازہ پتّیوں کے مانند خوشبو و ذائقہ ہے لیکن فائدے اسقدر زیادہ ہیں کہ عوام تعجب کرنے لگ جاتے ہیں۔ تمام ریاحی امراض مثلاً پیٹ پھولنا کھٹی ڈکاریں آنا۔ اشتہا کم معلوم ہونا۔ نیز جملہ امراض شکم متعلقہ ریاح کے لئے یہ عرق پودینہ نہایت مجرّب ہے۔ چند خوراک کے استعمال سے بدہضمی کی تمام شکائتیں رفع ہو کر صحت کلّی حاصل ہو جاتی ہے۔ قیمت فی شیشی (خورد) نو آنہ ۹/ محصولڈاک سات آنہ۔ تین شیشی (خورد) ۱۰/ محصولڈاک آٹھ آنہ ۸/ فی شیشی کلاں ۱۲/ محصولڈاک ۷/ تین شیشی کلاں دو روپیہ تین آنہ ۲/۳ محصولڈاک گیارہ آنہ ۱۱/

قیمت چار آنہ | داد کا مرہم | قیمت ۴/

(ہر قسم کے داد کو اچھا کرنے کا دعویٰ رکھتا ہے)

ہمارے کارخانہ کا تیار شدہ مرہم داد کو ہمیشہ کے لئے جڑ سے کھو دیتا ہے۔ نیا پُرانا کیسا ہی داد ہو۔ جلد پھول رہی ہو۔ خارش سے دل بے چین رہتا ہو مرہم لگاتے ہی تعجّب انگیز فائدہ معلوم دیگا۔ داد کے لئے اس سے بہتر اور زود اثر دوسری دوا اب تک ایجاد نہیں ہوئی۔

قیمت ڈبیہ چار آنہ ۴/ محصولڈاک چھ آنہ ۶/ تین ڈبی بارہ آنہ ۱۲/ محصولڈاک آٹھ آنہ ۸/

نوٹ ہماری دوائیں سب جگہ فروخت ہوتی ہیں۔ اپنے مقام میں خریدنے سے وقت اور ڈاک خرچ میں بچت ہو گی۔

(صیغہ نمبر ۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ:۔ شیخ محمد وارث۔ رحمت علی۔ مرچنٹ۔ گورداسپور۔ (پنجاب)